Vol. I
No. 12.



Wednesday,
10th March, 1954

HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY DEBATES

Official Report

PART II—PROCEEDINGS OTHER THAN QUESTIONS AND ANSWERS

CONTENTS

GOVERNMENT PRESS
HYDERABAD-DN
1954

THE HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY

WEDNESDAY, THE 10TH MARCH, 1954.

The House met at Half past Two of the Clock

[MR. SPEAKER IN THE CHAIR]

Questions and Answers

(*See Part I*)

Presentation of the Report of the Committee on Petitions

Shri Pampan Gowda (Manvi): I, the Chairman of the Committee on Petitions present this Report to the House on the following petitions which were discussed by the Committee on the 1st March, 1954 :

Petition No. 1: The subject matter of the petition, which was presented to the House by Shri Ch. Venkatrama Rao, M.L.A. is 'Grevances of the Process Servers of the Karimnagar Courts'. This is signed by 13 petitioners.

This petition is in conformity with the rules and the Committee decided that a summary of the petition be circulated to the Members.

Petition No. 2: The subject matter of the petition which was presented to the House by Shri K. Venkatrama Rao, M.L.A is 'The Hyderabad Tenancy and Agricultural Lands (Amendment) Bill, 1953'. This is signed, besides Shri K. Venkatrama Rao, M.L.A. by about 800 Tenants and Kisans of Telengana.

Petition No. 3: The subject matter of the petition, which was presented to the House by Shri V.D. Deshpande, M.L.A. is 'Closure of the Hyderabad Spinning and Weaving Co., Ltd., Secunderabad.' This has been signed by Shri V.D. Deshpande, M.L.A. and four workers of the above mentioned Mills.

The above two petitions are in conformity with the rules and the Committee decided that these be circulated in extenso to the Members.

Mr. Speaker: The petitions may be circulated. Let us proceed to the next item, General Discussion on the Budget.

Budget—General Discussion

Shri G. Sreeramulu (Manthani): My speech yesterday evening was inconclusive, Sir.

Mr. Speaker: If the hon. Member was on his legs yesterday, he may continue.

*شری جی - سری راملو - کل میں بجٹ پر تنقید کرتے ہوئے یہ بتلا رہا تھا کہ کس طریقہ سے ھمارے اسٹیٹ کی مالی حالت اور آمدنی گرتی جا رہتی ھے - اس موقع پر میں نے آنکڑے اسمبلی کے سامنے رکھتے ہوئے یہ بیان کیا تھا کہ ۱۹۵۱-۵۲ع میں ریوینیو انکم ۲۹ کروڑ ۸۷ لاکھ ۹۴ ہزار تھی اور ۱۹۵۲-۵۳ع میں ۲۶ کروڑ ۶۳ لاکھ ۹۴ ہزار اور سنہ ۱۹۵۳-۵۴ع میں ۲۵ کروڑ ۹۲ لاکھ ۵۰ ہزار - سنہ ۱۹۵۴-۵۵ع میں گو بجٹ اسٹیمیٹس میں بتلایا گیا ھے کہ ۲۹ کروڑ کے اوپر آمدنی ہوگی مگر ہر سال ریوائزڈ اسٹیمیٹس (Revised estimates) اور ایکچویل فیگرس (Actual figures) کو دیکھیں تو وہ بجٹ کے ریوائزڈ اسٹیمیٹس سے بہت کم ھیں - اس وجہ سے اس سال کا جو بجٹ اسٹیمیٹ رکھا گیا ھے وہ بھی میرے خیال میں کم رھے گا - میں نہیں سمجھتا کہ وہ بڑھے گا بلکہ میرا اندازہ ھے کہ وہ ۲۴ کروڑ تک جائیگا کیونکہ ہر سال وہ گرتا ھی جا رہا ھے - اسلئے اس سال بھی برابر کمی ہوگی - ہر سال اسکو اونچا کر کے بتلاتے ھیں مگر وہ گرتا ھی جاتا ھے - اس لحاظ سے جو آمدنی رہتی ھے وہ بھی کم رہتی ھے اور وہ ہر سال اوپر سے نیچے کی طرف آرھی ھے - ہر سال بجٹ کا ملاحظہ کریں تو آپکو معلوم ہوگا کہ ریوینیو وسیٹس میں ایک کروڑ کے لگ بھگ کمی ہوتی جارھی ھے - پولیس ایکشن سے قبل ھماری آمدنی اور ریوینیو وسیٹس بڑھے یا کم سے کم وھی قائم رھے اور آج ھماری پاپولر منسٹری کے قیام کے بعد کم ہوتے جا رھے ھیں تو اس طرف حکومت کو سنجیدگی سے غور کرنا چاھئے - آخر اتنے منی بلس پاس ہونے کے باوجود بھی ھماری آمدنی کیوں گھٹ رہی ھے - اسکے برخلاف اکسپنڈیچر (Expenditure) کو دیکھیں تو یہ معلوم ہوگا کہ وہ دن بدن بڑھ رہا ھے - چنانچہ گذشتہ سال ۱۹۵۳-۵۴ع میں ۲۸ کروڑ ۱۹ لاکھ ۳۰ ہزار کا خرچہ ہوا اور اس سال ۲۹ کروڑ ۲ لاکھ روپیے اخراجات کے لئے رکھے گئے ھیں - یعنی اخراجات میں ہم کمی کرنا نہیں چاھتے - آمدنی کم ہونے کے باوجود بھی اخراجات برابر بڑھ رھے ھیں - اخراجات بڑھ رھے ھیں تو

اسکے معنے یہ ھیں کہ عوام کے کندھوں پر وزن بڑھ رھا ھے - یہ وزن ان مزدوروں اور کسانوں پر بڑھ رھا ھے جنہوں نے دیش کی پیدا وار بڑھانے کے لئے اپنی کمر کس لی ھے۔ وہ لوگ کب تک اس وزن کو اپنے سر پر اٹھائے ھوئے رھینگے - آنریبل منسٹرس اپنے گھریلو یعنی کانگریس پارٹی کے خانگی جھگڑوں میں ھی ٹائم ویسٹ کررھے ھیں - صرف ،، امنڈمنٹ ٹو منسٹرس سیلری بل ،، اور ,, ڈپٹی منسٹرس سیلری بل ،، ھی آپ پیش کرتے رھینگے تو میں نہیں سمجھتا کہ کچلے ھوئے کسان کب تک آپ کے ڈیفیسٹ بجٹ (Deficit Budget) کا وزن اٹھائے ھوئے رھینگے - آج ھم دیکھتے ھیں کہ معاشی حالت گرتی جا رھی ھے - کسانوں کے لئے کوئی امید نہیں ھے - دیش کی پیدا وار بڑھانے کے لئے کوئی یوجنا نہیں ھے - بنجر زمینات کو کاشت میں لانے اور ری کالیمیشن آف لینڈ (Reclamation of land) کے بارے میں آپ کے پاس کوئی پلان نہیں ھے - بیروزگاری دور کرنے کے بارے میں کوئی پلان نہیں ھے - آپ کسی پلان کے بغیر اندھا دھند جا رھے ھیں - جو اسٹیٹسٹکس (Statistics) اور فیگرس سکریٹریز پیش کرتے ھیں اوس پر صرف آپ دستخط کرتے ھیں - اور اس ھاؤز کے سامنے پیش کردیتے ھیں - وھی اسٹیریو ٹائپ (Stereo-type) ھمارے سامنے چلتا آرھا ھے جو نظام کے نظام حکومت میں تھا اور آج آپ کے نظام حکومت میں بھی وھی ھے - اگر اسطرح آپ محض سیلیریز بل ھی پیش کرتے رھینگے تو یہ خیال کیا جائیگا کہ آپ صرف اپنے متعلق ھی غور کرتے ھیں۔ غریب عوام بولتے بولتے بیزار ھوگئے ھیں - ھم لوگ بھی آپ کو توجہ دلاتے ھوئے بیزار ھوگئے ھیں - لیکن آپ کھلم کھلا وھی کام کر رھے ھیں - اس پر مجھے ایک شعر یاد آیا کہ

نہ چھیڑ اے نکہت باد بہاری راہ لگ اپنی
تجھے اٹھکیلیاں سوجھی ھیں ھم بیزار بیٹھے ھیں

کسان اور عوام تو بیزار بیٹھے ھیں اور آپ کو اٹھکیلیاں سوجھ رھی ھیں -

[*Mr. Deputy Speaker in the Chair*]

آپ ڈپٹی منسٹرس اور منسٹرس کے لئے تو بلس لا رھے ھیں لیکن غریب کسانوں کے متعلق کچھ نہیں کیا جاتا - کسان یہ کہتا ھے کہ ھم تو بیزار بیٹھے ھیں اور آپ کو اٹھکیلیاں سوجھی ھیں - کسان جو چیخ و پکار کررھا ھے اوسکی کوئی آواز آپ تک نہیں پہنچ سکتی - کیش بیلنس (Cash-Balance) کے سلسلہ میں کانگریس کے نیتا یا لیڈرس جو حکومت میں کسی نہ کسی صورت میں برسر اقتدار آگئے ھیں اوسکو کنجوسی کرکے پروٹکٹ (Protect) نہیں کررھے ھیں - اگر آپ کم از کم کوئی اچھا کام کرنا نہیں چاھتے تو کوئی برا کام بھی مت کیجئے - محض اپنے ھی مفادات کی بانیں کی جاتی ھیں اور عوام کے مسائل کو بھلا دیا جاتا ھے - ان کی بھلائی کے بارے میں آپ کوئی پروویژن بجٹ میں نہیں لاتے - آج آپ کے دماغ اور آپ کی پالیسیاں محدود

ھیں اور اوسی محدود جوکھٹے میں آپ جکڑے ھوئے ھیں - آپ کی آنکھیں بند ھوگئی ھیں - آپ کی آئیڈیالوجی (Ideology) اور آپ کے وعدے جو آپ نے پبلک پلیٹ فارم سے کئے تھے اون کو پورا کرنے میں آپ ناکام ھوگئے ھیں - اس بجٹ میں یہ آنے والی باتیں نظر آرھی ھیں - کیش بیلنس کے سلسلہ میں آنریبل فینانس منسٹر نے اپنی اسپیچ کے صفحہ (۲۴) پر لکھا ھے کہ کیش بلینس ۳۳,۰ کروڑ ھے وہ محض ایک عدد ھے - ۳۳,۰ کروڑ کا کوئی باضابطہ کیش بیلنس نہیں ھے - اسکو انہوں نے قبول کرلیا ھے - یہ کہا گیا کہ (۱,۹۷) کروڑ لندن کی کسی بینک میں ھے - ھمارے پاس حقیقت میں کیش بیلنس وھی (۳) کروڑ (۳۶) لاکھ کا ھے جو ڈیولپمنٹ لون (Development loan) کے تحت ھم نے حاصل کئے ھیں - حال میں جو رقم وصول کی گئی ھے اوسکو اگر نہ ملایا جائے تو میں سمجھتا ھوں کہ کیش بیلنس بالکل زیرو ھے - کیپٹل اکسپنڈیچر کے تحت (۸) کروڑ (۸۰) لاکھ کا جو کام حکومت اپنے ھاتھ میں لے رھی ھے اس کے بارے میں حکومت یہ خواب دیکھ رھی ھے کہ حکومت ھند ھم کو پانچ کروڑ کے الگ بھگ مدد دیگی - اس طرح آئندہ کی باتوں پر محل کھڑا کرنا مناسب نہیں ھے - گویا حکومت ھند کی لکڑی پر حیدرآباد کی کانگریسی حکومت کا لکڑی کا گھوڑا کھڑا ھوا ھے - اگر وھاں سے سہارا نہ مل سکے تو آیا یہ گھوڑا چل سکےگا یا نہیں ثابت ھو جائیگا - اوسی کے بل پر کانگریس کا لکڑی کا گھوڑا عوام کے سامنے دھمک کر چھلانگیں بھر رھا ھے - (۶) کروڑ (۹۹) لاکھ کا جو کیپٹیل اوٹ لے (Outlay) بتایا گیا ھے اوسکو اگر (۱) کروڑ (۶) لاکھ کے ڈیفیسٹ کے بجٹ سے نکالیں تو معلوم ھوگا کہ ۸ کروڑ کا ڈیفیسٹ ھمارے بجٹ میں ھے - گویا اس طرح ۸ کروڑ کا ڈیفیسٹ بجٹ ھمارے سامنے پیش کیا گیا ھے - اسکو دیکھنے سے معلوم ھو جاتا ھے کہ ایک کروڑ ۶ لاکھ کا ڈیفیسٹ جو بتایا گیا ھے وہ صحیح نہیں ھے - کیپٹل ورک کے لئے اتنا بڑا کام سامنے رکھا ھوا ھے حکومت ھند کی طرف سے مدد مانگی جا رھی ھے....

شری ورکانتم گوپال ریڈی (میڑچل)-پانچ کروڑ کا ڈیفیسٹ جو آپ بتا رھے ھیں کیا اوسکے تفصیلات آپ بتاسکتے ھیں -

شری جی - سری راملو- تفصیلات کے لئے صفحہ (۲۴) ملاحظہ ھو - اس طرح میں صاف طور پر کہتا ھوں کہ اگر آپ خسارے کے بجٹ پیش کرتے رھینگے اور کیش بیلنس کو ٹھیک طور پر استعمال نہیں کرینگے تو آنے والے ھاتھوں میں روپیہ نہیں رھیگا - تلگو میں ایک مثل موجود ھے

" వచ్చేవాడికి చేతికి చిప్పయిచ్చి పోయాడు "

اس طریقہ سے جو کام ھورھا ھے وہ نہیں ھونا چاھئے - کم از کم اپکارکی درشٹی سے مسئلہ کو لیکر حل نہیں کیا جاسکتا تو کم از کم آنے والوں کے لئے یا دیش کی بھلائی

کے نفطه نظر سے اپنی رهی سهی بونچی کا قلع قمع تو نه کرنا چاهئے - اسکے اوپر هم کو سنجیدگی سے غور کرنا چاهئے - جو مدات خرج کے بنائے گئے هیں اوس میں اون مدات کو جو درجه دیا گیا هے اوس پر مجھے اچنبه هوا - کانگریس نے پہلے عوام سے وعدے کئے تھے که هم افلاس کو دور کرنے کے لئے لڑینگے - غریبی دور کرنے کے لئے لڑینگے بیماری دور کرنے کے لئے لڑینگے - لیکن اس کے لئے جن مدات کو پہلے درجه دینا چاهئے تھا انہوں نے نہیں دیا - ایجوکیشن کو پہلے نمبر پر رکھا هے - یه محض لوگوں کو معلوم کرانے کے لئے رکھا گیا هے که کانگریس حکومت تعلیم پر (۷۳ء۱۴) روپیه خرچ کرنا چاهتی هے - حالانکه ایجوکیشن کا معیار گھٹتا جا رها هے - سکنڈ آئٹم (Second item) میڈیکل کا رکھا گیا هے - تھرڈ آئیٹم (Third item) سیول ورکس کا اور فورتھ (Fourth) ارریگیشن کا اور ففتھ آئیٹم (Fifth item) اگریکلچر کا رکھا گیا هے - گویا اس درجه میں اگریکلچر کا رینک ففتھ هے - اس کے لئے ساڑھے پچھتر لاکھ روپیه کا اماؤنٹ رکھا گیا هے حالانکه زراعت میں ترقی کی جتنی ضرورت هے وه سب لوگوں کو معلوم هے - زراعت کو فروغ دینے کے لئے هر شخص زبان سے کہتا هے - جب تک زراعت کو فروغ نه هو جب تک کسان خوش‌حال نه هو دیش آگے نہیں بڑھ سکتا - یه میجر پرابلم (Major Problem) هے - یه ایک میجر پروفیشن (Major profession) هے .. اسکے باوجود زراعت کے لئے بجٹ کا پندرهواں حصه رکھا جاتا هے - یعنی روپیه میں ایک آنه بھی نہیں دیا جاتا - میں اس کو نہیں مان سکتا که یه عوامی بجٹ هے یا آج کی جواوستھا هے اوسکے لحاظ سے یه بجٹ بنایا گیا هے - هونا تو یه چاهئے تھا که پہلا آئیٹم اگریکلچر کا هوتا - اس کے بعد ارریگیشن اس کے بعد میڈیکل اس کے بعد ایجوکیشن اور اسکے بعد سیول ورکس اس طرح اگر سلسله آتا تو آج کی جو کچھ بھی اوستھا هے اور آج کے جو بیرننگ پرابلمس (Burning problems) هیں اون کے لحاظ سے تسلسل قائم رهتا - ایجوکیشن کے لئے ۵ کروڑ تک کی رقم رکھی گئی هے - میں مانتا هوں که ایجوکیشن کی ترقی بہت ضروری هے - لیکن ایجوکیشن کے سلسله میں پرائمری اسکولس کے اکسپیئشن (Expansion) کے لئے جسطرح خرچ کیا جا رها هے وه محض شوئی (Showy) هے - بتانے کے لئے هے - کیا کسانوں کے لڑکے وهاں آکر تعلیم حاصل کرسکتے هیں - اون کے دوسری ضروریات بھی هیں - اون کے معاشی مسائل هیں جن کی چکر میں وه پڑے هوئے هیں - پہلے تو انکو حل کرنے کا وچار کرنا چاهئے - اگر ایسا نه کیا جائیگا تو همارا پیسه پانی میں بهه جائیگا - ایجوکیشن حاصل کرنے کے سلسله میں کسانوں کو کیا رکاوٹیں هوتی هیں پہلے تو انہیں دور کرنا چاهئے - پہلے تو اون کے پیٹ کا مسئله هے اون کی زمین کا مسئله هے - اگریکلچر کا مسئله هے - اون کھیت کا مسئله هے آج دیہات میں جا کر دیکھیں تو معلوم هوگا که وهاں کمیونیکیشنس (Communications) ٹھیک نہیں هے - کھیت گودام نہیں هیں - اونکو تقاوی برابر نہیں ملتی - نه اون کے پاس گائے هیں اور نه بیل - اون کی پیداواریں گھٹ گئی هیں جن کو بڑھانے

کی ضرورت ہے ۔ حکومت کی طرف سے جو " ٹورڈس سالف سفینسی " (Towards self sufficiency) کی کتاب نکالی گئی ہے اوس میں بتایا گیا ہے کہ ہندوستان میں پراڈکٹیوبٹی (Productivity) کم ہوگئی ہے ۔ حیدرآباد کی زمینات میں پیداوار کی سکت کم ہوگئی ہے ۔ ایسے حالات میں اگریکلچر کی پوزیشن کو ترقی دینے کے لئے ۔ کسانوں کی مصیبتوں کو دور کرنے کے لئے کوئی مد مہیا نہیں کیا گیا ۔ یہ تمام باتیں معلوم ہونے کے بعد بھی صرف لپ سمپیتھی (Lip Sympathy) کرنا ہی حکومت کا نظریہ معلوم ہوتا ہے ۔ اس وجہ سے جو مدات رکھے گئے ہیں وہ غیر ضروری ہیں ۔ ان کو جو درجہ دیا گیا ہے وہ آج کے حالات کو مد نظر رکھ کر نہیں دیا گیا ۔

بجٹ میں بہت سے ایسے مدات ہیں جو غیرضروری ہیں۔

جاگیر اڈمنسٹریشن ڈپارٹمنٹ پر ایک لاکھ ۹۲ ہزار روپیے خرچ کئیے جاتے ہیں ۔ ڈسٹرکٹس گارڈنس (District Gardens) پر دو لاکھ روپیہ نیوایٹمس (New items) پر جو خرچ کیا جارہا ہے ان میں سے لابکس (Law Books) پر ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ اور ڈائرکٹوریٹ آف انسپکشن اینڈ اکاؤنٹس (Directorate of Inspection & Accounts) پر پانچ لاکھ روپیہ ۔ ٹیر گیس آمونیشن (Tear gas ammunition) پر دس ہزار روپیہ ۔ انٹی کرپشن میژرس (Anti-Corruption measures) پر ایک لاکھ روپیہ ۔ اینڈ سنسس (Land Census) پر گیارہ لاکھ روپیہ اور آرکالوجیکل اسٹاف (Archolæogical Staff) پر ریکرنگ اکسپنڈیچر (Recurring expenditure) ۲۳ ہزار رکھا گیا ہے ۔ فشریز ڈپارٹمنٹ (Fisheries Department) پر بھی کافی رقم خرچ کی جاتی ہے لیکن اس سے جو فائدے حاصل ہونے چاہئیں نہیں ہورہے ہیں ۔ اس کے خرچ سے آمدنی کم ہے ۔ میں نہیں سمجھتا کہ دس ہزار کی بھی فش (Fish) فروخت ہوتی ہے یا نہیں ۔ حالانکہ زیادہ آمدنی ہونی چاہیئے تھی ۔ معلوم نہیں کہ جو فش یہ ڈپارٹمنٹ بیچتا ہے وہ کہاں بیچتا ہے اور کس کو ملتی ہے ۔

ڈائرکٹوریٹ آف انسپکشن اینڈ اکاؤنٹس ۔ معلوم نہیں کہ یہ نیا محکمہ کیوں قائم کیا گیا ہے ۔ جب اس مقصد کو انسپکٹر آف آفسس (Inspector of Offices) کے دفتر سے پورا کیا جاسکتا ہے تو اس نئے محکمہ کے قیام کی کیوں ضرورت پیش آئی معلوم نہیں ہوسکا ۔ مجھے یہ نیا ڈپارٹمنٹ غیر ضروری معلوم ہوتا ہے ۔

جاگیر اڈمنسٹریٹر آفس ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ریوینیو بورڈ کے سکریٹری یا کسی اور آفیسر کے تحت کوئی برانچ رکھکر اس محکمہ کو کسی سکریٹری کے تفویض کیا جاسکتا ہے ۔ اگر ایسا کیا جائے تو خرچ میں کمی ہوسکتی ہے ۔ ایک علحدہ ڈپارٹمنٹ اس کے لئے قائم کرکے اڈمنسٹریشن کو ٹاپ ہیوی (Top heavy

میں کسی طرح مناسب نہیں سمجھتا ۔ ہمارے ہاں اسسٹنٹ سکریٹریز (Assistant Secretaries) جوائنٹ سکریٹریز (Joint Secretaries) اور اڈیشنل سکریٹریز (Additional Secretaries) کی جائدادیں بھی ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ غیرضروری ہیں ان کو کم کر کے اخراجات میں کمی کیجاسکتی ہے ۔ میرا خیال ہے کہ غیرضروری جائدادوں اور غیر ضروری ڈپارٹمنٹس کو ریٹرنچ (Retrench) کرنا چاہیئے ۔

گارڈنس کے بارےمیں میں کہوں گا کہ جو زمینات پیداوار کےقابل ہیں ، جو غذائی اجناس اگا سکتے ہیں ان کو غذائی اجناس اگانے کےقابل بنانے کے لئے تو کے آپ پاس پیسہ نہیں ۔ بریچڈ ٹنکس (Breached tanks) کو درست کرنے کا آپ کو خیال نہیں ہےجس سے ملک کی معاشی اور غذائی حالت بہتر ہوسکتی ہے لیکن آپ گارڈنس میں ہر یالی اگانے اور لان (Lawn)بنانے کے لئے ترس رہے ہیں یہ آپ کو بڑا اچھا معلوم ہوتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج کل کے حالات کے لحاظ سے ایسی ذہنیت کوئی مناسب ذہنیت نہیں ہے۔ ہاں گارڈنس سے دل بھلائی کرنا ہو تو ضروری معاملات کی انجام دہی کے بعد اس طرف توجہ کی جاسکتی ہے ۔ یہ چیزیں بعد میں ہوسکتی ہیں ۔

At this eleventh hour, what is it that we should do ?

یہ دیکھے بغیر کہ گارڈنس کو ختم کرنا نہیں ہے لیکن گارڈنس سے استفادہ کرنے والوں سے چندے وصول کرکے یہ کام کئے جاسکتے ہیں لیکن اس چھوٹے سے کام کے لئے گارڈن انسپکٹر (Garden Inspector) اور بڑےاسٹاف کی کیا ضرورت ہے ؟ ہمارے ایم .. ایل .. ایز کوارٹر میں بھی گارڈن ہے لیکن وہاں کے اسٹاف کی حالت یہ ہے کہ وقت پر کام نہیں کرتے ہیں ۔ اگر اسی باغبانی پر آپ باغ باغ ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ کوئی مقصد حاصل نہیں ہوسکتا ۔ آج ضروری مسائل پکار پکار کر آپ کو اپنی طرف بلا رہے ہیں آپ کی توجہ اس طرف جانی چاہیئے نہ کہ ایسے ایسے غیر ضروری مسائل کی طرف ۔ ان ضروری مسائل سے چشم پوشی کرکے اگر آپ گارڈنس کے لئے روپیہ فراہم کرتے ہیں تو یہ بڑے افسوس کی بات ہے ۔ آپ خس کی ٹٹیاں لگا کر اس کی ٹھنڈی ہوا میں بیٹھے رہیں اور گارڈنس کے لئے ۲ لاکھ روپیہ خرچ کریں تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ضروری مسائل پیچھے رہ جائینگے ۔

فشریز ڈپارٹمنٹ کے بارےمیں میں نے اس سے پہلے بھی کہا ہے کہ اس پر ۳۲ ہزار روپیہ خرچ کیا جاتا ہےاور میں سمجھتا ہوں کہ دس ہزار کی بھی فش فروخت نہیں ہوتی ۔ پانچ ہزار کی دواؤں کو فروخت کرنے کے لئے اگر پچاس ہزار کا اسٹاف رکھا جائے تو یہ کسقدر افسوسناک بات ہے ۔ اس کے لئے کوئی ڈیفنٹ اسکیم (Definite Scheme) نہیں بنائی گئی ہے ۔

ڈائرکٹوریٹ آف انسپکشن اینڈ اکاونٹس کے لئے ۵ لاکھ روپیہ رکھے گئے ہیں ۔

معلوم نہیں کہ اس ڈپارٹمنٹ کی کیا ضرورت ہے ۔ بجائے اس طرح کے ڈپارٹمنٹس پر فضول خرچ کرنے کے یہی پیسہ نیشن بلڈنگ ڈپارٹمنٹس (Nation building departments) پر خرچ کیا جائے تو اس سے کچھ حاصل ہوسکتا ہے اور کسانوں کی حالت کو درست کیا جاسکتا ہے ۔

(The bell was rung)

اس سال جو نئے مدات کھولے گئے ہیں ان پر تبصرہ کرکے میں رخصت ہوتا ہوں ۔ نئے ایٹمس جب بجٹ میں آتے ہیں تو ان سے ظاہر ہونا چاہیئے کہ نئے مسائل کیا ہیں تاکہ معلوم ہو کہ حکومت نے نئے حالات کا جائزہ لیا ہے اور نئے مسائل حکومت کے سامنے ہیں ۔

ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ لابکس (Law Books) خریدنے کے لئے بجٹ میں رکھے گئے ہیں ۔ ہاں ہوسکتا ہے کہ لابکس کی ضرورت ہو ۔ لیکن دوسرے جو نیو ایٹمس ہیں مثلاً ڈائرکٹوریٹ آف انسپکشن ۔ ٹیر گیس ۔اسونیشن ۔ انٹی کرپشن میژرس ۔ لینڈ سنسز ۔ اور آرکالوجیکل ڈپارٹمنٹ کے لئے جو اکسپنڈیچر بتایا گیا ہے اس میں کوئی ایسا نہیں ہے جو ہمارے کسانوں اور مزدوروں کے حالات کو بہتر بنانے کے لئے رکھا گیا ہو ۔ ٹیر گیس اسونیشن پر اس لئے خرچ کیا جارہا ہے کہ اسمبلی کے پاس اپنے مطالبات لیکر کوئی آنے نہ پائے ۔ اگر کوئی آئے تو آپ اس سے اسے مارینگے ۔ انٹی کرپشن میژرس کے لئے ایک لاکھ روپیئے رکھے گئے ہیں میرے خیال میں یہ بالکل غیر ضروری ہے ۔ نظام کے زمانے میں بھی ایک انسداد رشوت ستانی کی کمیٹی قائم ہوئی تھی لیکن اس کا نتیجہ کیا ہوا ؟ اس کے ممبرس خود رشوت ستانی میں ماخوذ ہوگئے چیف منسٹر صاحب نے یقین دلایا کہ یہ روپیہ انٹی کرپشن میژرس کو آگے بڑھانے کی خاطر خرچ کیا جائیگا ۔ کرپشن کو روکنے کے لئے لاکھوں روپیہ کا خرچہ میں مناسب نہیں سمجھتا بلکہ کرپشن کو روکنے کے لئے ایسے لوگ کام کرسکتے ہیں جن کے دل میں ملک کی خدمت کا جذبہ ہے ۔ ریٹائرڈ ججس (Retired Judges) جن کے دل میں سدبھاؤ (सद भाव) سے کام کرنے کا خیال ہے ۔ پبلک کارکن ۔ آنیریری ورکرس (Honorary Works) ہم میں سے ہوں یا منسٹرس میں سے ہوں تو ریزائین (Resign) ہوکر اس کام کو انجام دیسکتے ہیں ۔ اگر اس طرح اس کام کی تکمیل کی جائے تو اچھا ہے ۔ سوشیل سرویس ڈپارٹمنٹ ۔ اس ڈپارٹمنٹ کا نام تو بڑا اچھا ہے ۔ سوشیل سرویس ڈپارٹمنٹ کے تحت کام کرنے کے لئے بڑا محکمہ ہے ۔ بڑا عملہ ہے ۔ جس پر لاکھوں روپیہ خرچ کیا جاتا ہے لیکن میرے خیال میں اس ڈپارٹمنٹ کا نام جو سوشیل سرویس ڈپارٹمنٹ ہے وہ موزوں نہیں ہے ۔ نان آفیشیل ممبرس کی کمیٹی بنا کر ان کے ذریعہ سے تمام کام ہوسکتے ہیں ۔ تمام فیصلے ہوسکتے ہیں ۔ ہرضلع میں ہرتعلقہ میں ایسا ہوسکتا ہے ۔ اب کیا ہوتا ہے کہ سوشیل سرویس کے منسٹر صاحب ہیں، سکریٹری

هیں وہ دورے پر آتے هیں کلکٹر کی رپورٹس پیش هوتی هیں اور اس کو سکریٹری منظور کرتے هیں اور سکریٹری جو لکھ دیتے هیں اس سے منسٹر صاحب ایگری (Agree) کرلیتے هیں۔ اس کے باوجود اس ڈپارٹمنٹ میں اتنا زیادہ عملہ رکھا گیا ہے۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔،، پرائیویٹ اسکولس۔ پرائیویٹ اسکولس کو امداد دیجاتی ہے لیکن ان کی نگرانی مطلق نہیں کی جاتی۔ یہ بھی نہیں معلوم کہ وہ چل بھی رہے هیں یا نہیں۔ شائد سوشیل سرویس منسٹر صاحب جانتے هوں تو جانتے هوں باقی کسی کو علم نہیں ہے۔ پرائیویٹ اسکولس سوشیل سرویس کے تحت چلتے هیں ان کو ڈی۔ پی۔ آئی (D. P. I.) کے تحت کیوں نہیں لیا جاتا۔ کیوں اس کی لگام گورنمنٹ کے هاتھ میں نہیں ہے۔ وہ اسکولس جب تک گورنمنٹ کے سررشتہ تعلیم کے تحت نہیں آئینگے اور اڈمنسٹریٹیو میژرس (Administrative Measures) جب تک اختیار نہ کئے جائیں گے اس وقت تک ٹھیک طور پر کام هونے کا امکان نہیں ہے۔ سوشیل سرویس میں جو کھلبلی مچی هوئی ہے اس کو ختم کرنا چاهئے هریجن ولفیر (Harijan Welfare) کے لئے بھی بہت پیسہ رکھا گیا ہے لیکن ان میں ٹھیک طور پر تقسیم کرنا ایک مشکل کام ہے۔ اس بارے میں حکومت کے سامنے کوئی یوجنا (योजना) هونی چاهیئے۔ نئے ایٹمس کے بارے میں میں پھر یہ کہونگا کہ یہ عوام کے کام کے نہیں هیں صرف اڈمنسٹریٹیو نقطہ نظر سے رکھے گئے هیں۔

لینڈ ریوینیو کی آمدنی جو کم هورهی ہے اب میں اس جانب حکومت کی توجہ مبذول کرانا چاهتا هوں۔ بہت سے زمینات بنجر پڑی هوئی هیں۔ ان کو گرو مور فوڈ کیمپین (Grow More Food Campaign) کے تحت زیر کاشت لانے کے لئے هم کو آگے بڑھنا چاهیئے۔ بھومی سینا تیار کرکے (۷۰) لاکھ ایکڑ کے قریب جو بنجر زمین پڑی هوئی ہے اس کو ایک پلان کے تحت زیرکاشت لانا چاهیئے۔ لیکن همیں اس بارے میں حکومت کا کوئی پلان نظر نہیں آتا۔ جو لینڈ هنگر (Land hunger) پیدا هوگیا ہے وہ بھی بھومی سینا تیار کرنے سے کم هو جائیگا اور بہت سی ان کلٹیویٹیڈ لینڈ (Uncultivated land) انڈر کلٹیویشن (Under cultivation.) آسکتی ہے۔ اور اس طرح همارا فوڈ پرابلم (Food problem) بھی حل هوجائیگا اور حالات بہتر هو جائیں گے۔

اڈمنسٹریشن میں اکانمی (Economy) کا ذکر کرتے هوئے ایک آنریبل ممبر نے کہا کہ ڈپٹی کلکٹرس کے لئے جو خرچ هورها ہے وہ ویسٹیج (Wastage) ہے۔ کلکٹرس کی موجودگی میں یہ خرچ بہت زیادہ ہے۔ اسی طرح چیف سکریٹری کو بھی دو هزار پانچ سو روپیہ آئی۔ جی تنخواہ دیجاتی ہے۔ ان سے مارللی (Morally) اپیل کرنا چاهیئے کہ وہ اپنی تنخواہ میں

کمی کو خود قبول کرلیں۔ پرجا سوشلسٹ پارٹی نے اپنے مینی فسٹو (Manifesto) میں بتا یا ہے کہ تنخواہ ہوں کا تناسب کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ کیا ہونا چاہیئے۔ اس میں یہ بتلایا گیا ہے کہ انتہائی تنخواہ کم سے کم تنخواہ کے دس گونہ سے زیادہ نہ ہونی چاہیئے اس لحاظ سے وقت کے تقاضے کے لحاظ سے ان آفیسروں کو چاہیئے کہ وہ خود اپنی تنخواہوں میں کمی کو قبول کرلیں ورنہ ان کو مجبوراً قبول کرنا پڑیگا اس لئے ان کو خود بخود اس کے لئے تیار ہوجانا چاہیئے سیت سندھیوں کی تنخواہ تین روپیہ ہے چیف جسٹس کو تین ہزار روپیہ دئے جاتے ہیں اور راج درمکھ کو بچاس لاکھ روپیہ دئے جاتے ہیں۔ اس فرق کو مٹاتے ہوئے مساوات کی طرف آگے بڑھنا چاہیئے۔ اگر یہ کہا جائے کہ Gradually we are going towards that progressive steps

تو میں کہوں گا کہ یہ (gradually) پروگرس (progress) کی طرف جانا نہیں ہے بلکہ آپ پچھلے طریقے پر چل رہے ہیں اس لئے میں نہیں سمجھتا کہ یہ کوئی پروگریسو اسٹپ (Progressive step) ہے۔ ڈپٹی کلکٹرس کی پوسٹ کو ختم کرنا۔ سکریٹریز کو کم کرنا یہ تمام باتیں آجکل کی ضروریات میں سے ہیں۔

جیسا کہ آنریبل لیڈر آف دی اپوزیشن نے کہا ہمارے ملک میں کئی لوگوں کے پاس پراپرٹیز (Properties) ہیں اور کافی پیسہ بیکار پڑا ہوا ہے جو ملک کے کسی کام نہیں آتا۔ اس کے لئے کیپٹل لیوی سسٹم (Capital levy system) لگانا چاہیئے۔ اور کسی کی پراپرٹی ایک لاکھ سے زیادہ ہو تو اس پر یہ عائد کیا جانا چاہیئے۔ اس طرح کہ ایک لاکھ سے زیادہ ہو تو اتنے فیصد حکومت کے پاس دیا جائے اور کسی کی آمدنی ۵ لاکھ ہو تو ان پر زیادہ اس طرح یہ گریڈڈ سسٹم ہونا چاہیئے کیپیٹل لیوی کے ذریعہ اکیو ملیٹڈ ولتھ (Accumulated Wealth) لیکر اس کو دیش کے کام میں لگایا جاسکتا ہے۔ اسی طرح ریوینیو بھی گریڈڈ ہونا چاہئے۔ اور جس طرح لیڈر آف دی یو۔ پی۔ پی نے فرمایا ۵ یکر والے کو ۹ روپیئے فی ایکر تری اور کسی کے پاس ۲۰ یکر ہو تو اس سے زیادہ ریٹ اور ۵۰ یکر ہو تو اس سے بھی زیادہ ریٹ ہونا چاہیئے۔ اس سے یہ ہوگا کہ ایک تو گورنمنٹ کو پیسہ زیادہ آئیگا اور دوسرے کوئی زیادہ ہولڈ نگس رکھنے کی کوشش نہیں کریگا اور وہ ہولڈنگس دوسرے لوگوں کے ہاتھ میں آئیگی۔ اور اس طرح جس کے پاس زمین نہیں ہے اس کو زمین ملیگی۔ ان تمام باتوں پر غور کرکے بجٹ کو سدھارنا چاہیئے۔ جو اعداد بجٹ میں رکھے گئے ہیں۔ وہ حالات کے لحاظ سے موزوں نہیں ہیں۔ بیالنسس (Balances) متاثر ہوچکے ہیں۔ اس میں گو ایک کروڑ چھ لاکھ کا خسارہ بتایا گیا ہے لیکن جو کیپیٹل ورکس بتائے گئے ہیں ان کے لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو خسارہ ۸ کروڑ کے قریب ہوجاتا ہے۔ میں یہ بھی کہوں گا کہ کسان پر بوجھ زیادہ ہے۔ یہ بجٹ عوامی بجٹ کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک دیوالیہ بجٹ ہے اور اسٹاٹسکو (Status quo) مینٹین کرنے کے لئے لایا گیا ہے۔ اتنا کہتے ہوئے میں رخصت ہوتا ہوں۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر - قبل اس کے کہ دوسرے ممبر تقریر شروع کریں میں آنریبل ممبرس سے یہ کہوں گا کہ وہ کم سے کم وقت لیں تا کہ زیادہ ممبرس کو اظہار خیال کا موقع مل سکے -

شری پنڈم واسدیو (گجویل) - آپ ٹائم لمٹ مقرر کردیں تو ٹھیک ھوگا -

مسٹر ڈپٹی اسپیکر - اگر سب آنریبل ممبرس اس پر منفق ھوں تو مجھے لمٹ مقرر کرنے میں کوئی عذر نہیں ھے - لیکن پہلے سے لمٹ مقرر نہیں کی گئی ھے اس لئے ممکن ھے بعض آنریبل ممبرس کو اب لمٹ مقرر کرنے کی وجہ سے اعتراض ھو -

Shri R. B. Deshpande (*Pathari*) : There are many members who wish to speak.

Mr. Deputy Speaker : Shall we limit the time ?

Shri R.B. Deshpande : I would suggest that. I would also suggest that chances should be given alternately to both the sides of the House.

Mr. Deputy Speaker : That cannot be claimed.

Shri R.B. Deshpande : I request the hon. Speaker to Consider that.

شری بی - ڈی - دیشمکھ (بھوکردھن - عام) ھاؤس کے آنریبل ممبرس کی یہی رائے ھو تو ھمیں کوئی اعتراض نہیں ھے -

वित्त मंत्री (श्री. वि. के. कोरटकर) :—लोग तो काफी खडे हो रहे हैं अभी डेढ दो घंटे बाकी हैं। तो सबको १५ मिनट दिये जाय तो काफी होंगा अैसा मेरा ख्याल है ।

مسٹر ڈپٹی اسپیکر - اچھی بات ھے -

شری سی - ایچ - وینکٹ را م راؤ (کریم نگر) - مسٹر اسپیکر سر - میں نے بجٹ کے اعداد کو اس پوائینٹ آف ویو (Point of view) سے دیکھنے کی کوشش کی ھے کہ اس میں سوشیل سرویس - اور نیشن بلڈنگ ڈپارٹمنٹس کے لئے کس حد تک پرووائیڈ (Provide) کیا گیا ھے - اس پوائینٹ آف ویو سے میں یہ کہوں گا کہ اس میں کوئی چینج نہیں ھوا ھے - اور پولیس ایکشن سے پہلے نظام کی حکومت کے زمانے میں جو جاگیردارانہ اور زمیندارانہ بجٹ تھا وھی بجٹ مجھے آج بھی نظر آرھا ھے - اور اسی بیسس (Basis) پرھی اس کو بھی تیار کیا گیا ھے - حالانکہ آج ولفیر اسٹیٹ (Welfare State) کا دعوی کیا جاتا ھے - اگر اس بجٹ میں کچھ نئے آئیٹمس لائے گئے ھیں تو وہ محض چند دکھاوے

کے لئے ہیں - اور کوئی نئی چیز اس میں نہیں ہے - میں اپنی اسپیچ میں بجٹ پر صرف ہلتھ (Health) کے پوائینٹ آف ویو سے بحث کرنے کی کوشش کرونگا اور یہ بتلاؤں گا کہ (۱۹۴۵ - ۱۹۴۶ ع) کے مقابلہ میں یہ بجٹ کس حدتک آگے بڑھ سکا ہے - اور میں فیگرس سے یہ ثابت کرسکتا ہوں کہ ہلتھ کے تعلق سے ۴۵ - ۴۶ کے مقابلہ میں کوئی ترقی نہیں ہوئی ہے - علاج کے لحاظ سے دیکھا جائے تو کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہے - کیپیٹل اکسپنڈیچر کے لحاظ سے دیکھا جائے تو دوسرے ترقی یافتہ ممالک کو تو چھوڑ دیئے آس پاس کے صوبوں کے مقابلہ میں بھی یہاں زمین آسمان کا فرق ہے - میں بمبئی اور میسور سے اس کا مقابلہ کرکے بتاتا ہوں - کیا پیٹل اکسپنڈیچر آن سوشیل سرویس یہاں ایک روپیہ ہے بمبئی میں ۱٫۲۶ ہے اور میسور میں ۱٫۶۱ - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا پڑوسی اسٹیٹ میسور ہلتھ پالیسی میں کس قدر آگے ہے - ہلتھ از ولتھ (Health is wealth) یہ کہا تو جاتا ہے - قوم کی ترقی اسی وقت ہوسکتی ہے جبکہ ہلتھ اچھی ہو - اس پوائینٹ آف ویو سے دیکھا جائے تو ہمارے پاس ہلتھ کے لئے کوئی اہمیت نہیں دی جاتی - ہم دیکھتے ہیں کہ ہلتھ کا سکشن ہمارے پاس ایک نان ٹکنیکل آنریبل ممبر پر چھوڑ دیا جاتا ہے - حالانکہ گورنمنٹ میں ٹیکنیکل ہینڈس موجود ہیں - پی - ڈبلیو ڈی کا بھی یہی حال ہے - ہم دیکھ رہے ہیں کہ دو تین سال سے یہ محکمہ ایسے نان ٹکنیکل منسٹرس پر چھوڑ دیا گیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ مجھے اس کے لئے ٹیکنیکل اوپینین (Technical opinion) کی ضرورت ہے - میں تو لے میان (Layman) ہوں - ہار ڈیکر صاحب سے مشورہ کرکے جواب دیتا ہوں - میں کھتری صاحب سے دریافت کرتا ہوں - میں پوچھتا ہوں کہ ایسے نان ٹکنیکل ہینڈس کس طرح مسائل صحت کو ڈیل (Deal) کرسکتے ہیں - اگر ٹیکنیکل لوگوں کے ہاتھ میں یہ ڈپارٹمنٹ دیا جاتا تو عوام کو کچھ نہ کچھ فائدہ تو ضرور ہوتا - کیبینٹ میں ڈاکٹر میلکوٹے ہیں ڈاکٹر چنا ریڈی ہیں - ان لوگوں کو ہلتھ کا محکمہ کیوں نہیں دیا جاتا - میں یہ کہوں گا کہ گورنمنٹ اس بارے میں توجہ کرے -

جیسا کہ میں پہلے عرض کرچکا ہوں ۱۹۴۵ ع سے آج کے ہلتھ بجٹ کا مقابلہ کرکے بتلاؤں گا کہ ۴۵ ع میں ہمارے پاس ڈاکٹرس اور ہاسپٹلس کی کیا حالت تھی اور آج کیا حالت ہے - آج ایلو پیتھک ڈاکٹرس کی تعداد ۵۲۸ ہے اور ایورویدک ڈاکٹرس کی تعداد ۱۳۱ اور یونانی حکیموں کی تعداد ۹۴ - اس طرح آبادی کے لحاظ سے ۲۰ ہزار آدمیوں کے لئے ایک ڈاکٹر حیدرآباد میں ہے تقریبا تین چار سال قبل ایسی یوجنا بنائی گئی تھی کہ ڈاکٹروں کی تعداد میں اضافہ کیا جائے - لیکن یہ یوجنا بھی پوری نہ ہوسکی - اس کے برخلاف آپ پولس کے مد کو دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ ہر ۵۰۰ آدمیوں کے لئے ایک پولس والا رکھا گیا ہے - لیکن ۲۰ ہزار آدمیوں کے لئے ایک ڈاکٹر وید یا حکیم رکھا جاتا ہے - ہاسپٹلس کی کیا حالت ہے - ہاسپٹلس ۲۳۳ ایلو پیتھک - ۵۸ ایورویدک اور ۹۹ یونانی اس طرح جملہ ۳۹۰ دواخانے ہیں یعنی ۲۱۰ اسکوائر

مائیل کے رقبہ کے لئے ایک دواخانہ ۔ اس کے برخلاف ہر دو میل کے رقبہ کے لئے ایک پولیس من ہے ۔ حکومت کی پالیسی کی یہ حالت ہے۔ جو یوجنا بنائی جاتی ہے وہ ۵۰ فیصد بھی پوری نہیں ہوسکتی ۔ پیشنٹس کو دیکھئیے ۔ ۴۵-۴۶ میں ۳۰۴۳ روزانہ اوسط ان پیشنٹس کا ٹریٹمنٹ کیا گیا ۔ اور ۵۲-۵۳ میں ۴۳۷۴ ان پیشنٹس کا روزانہ اوسط ڈیلی ٹریٹمنٹ کیا گیا ۔ یعنی صرف ۱۳۳۱ زیادہ ان پیشنٹس کا علاج کرنے کے قابل ہوئے ہیں ۔ اسی طرح اوٹ پیشنٹس ۴۵ع میں ڈیلی (۲۴۹۰۲) ٹریٹ کئے جاتے تھے ۔ اور ۵۲-۵۳ میں ۳۸۴۹۲ ٹریٹ کئے جاتے ہیں ۔ یعنی صرف ۳۵۹۰ کا ڈفرنس ہوا ہے ۔ تو ۔ دس سال کے بعد آج یہ حالت ہے اتنی ہی ترقی ہوسکی ہے ۔ اسی طرح ٹی ۔ بی ۔ ہاسپٹلس ہیں ۔ ارم نما اور وقارآباد کے جو بھی ہاسپٹلس ہیں وہاں ۱۰ سال قبل پانچ سو سے زائد بڈس تھے ۔ آج ۵۷۶ بڈس ہیں اور آپ کی منسٹری آنے سے پہلے تک تو ۵۳۶ بڈس تھے آپ کی منسٹری آنے کے بعد صرف چالیس بڈس کا اضافہ ہوا ہے ۔ اور معلوم ہوا ہے کہ وہ بھی کمپلیٹ نہیں ہیں ۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ اوسط طبقے کے زیادہ لوگ ہی ٹی ۔ بی سے دن بدن متاثر ہورہے ہیں لیکن اس کا پورا انتظام نہیں ہوتا ۔

کالرا تو ایک سال سے آپ کے پیچھے پڑا ہوا ہے ۔ حکومت کے کہنے کے مطابق کالرا سے ۵ ہزار اموات ہوئی ہیں اور تقریباً ایک لاکھ اٹاکس ہوئے ہیں ۔ ہر سال ہر مہینے ہر ہفتہ حکومت کی جانب سے پریس نوٹس نکلتے ہیں کہ بلیچنگ پاؤڈر اور دوسرے ضروری کیمیکلس برابر ڈسٹریبیوٹ نہیں کئے جارہے ہیں ۔ ویا کزینیشن (Vaccination) کس حد تک ہوتا ہے اور اس سے عوام کو کتنا فائدہ ہورہا ہے ۔ جو کیا پیٹاسٹ کنٹریز (Capitalist countries) میں تو کالرا (Cholera) اور اسہال پا کس (Small-pox) یہ ڈیسیسز (Diseases) ملتی ہی نہیں ۔ وہاں ان کے خلاف زبردست کیامپین (Campaign) شروع کی گئی ۔ اور ان ڈیسیسز کو ختم کردیا گیا ہے ۔ لیکن یہاں اس بارے میں کچھ نہیں سوچا جاتا ۔ تین دن قبل ہی میں دیکھا ہوں ایک پریس نوٹ میں بتایا گیا ہے کہ محبوب نگر میں کالرا کا خطرہ ہے ۔ ۱۵ دن قبل جو پریس نوٹ نکلا تھا اس میں بتایا گیا ہے کہ گذشتہ مہینے کے مقابلہ میں اس مہینے کالرا زیادہ ہے ۔ اور ۹۸ ڈتھس (Deaths) اور ۱۳۶ اٹیاکس (Attacks) ہوئے ہیں ۔ اسہال پاکس سے بھی ہر مہینے میں ۳ ۔ ۴ ۔ ۵ ڈتھس ہوتی رہتی ہیں ۔ اور ۵۰-۶۰ مبتلا ہوتے ہیں ۔ بچہ پیدا ہوتے ہی اس کا نام آپ کے رجسٹر میں انٹر کرایا جاتا ہے ۔ اس کی ٹیکہ اندازی ہوتی ہے ۔ آپ کے پاس اس کے لئے ایکٹ ہے ۔ اس قانون کے تحت آپ ہر ایک کی ٹیکہ اندازی کا انتظام کرسکتے ہیں ۔ لیکن کیوں نہیں کیا جاتا ۔ یہ ڈسیسز ولفیر اسٹیٹ میں آپ کو شکار بناتی چلی جارہی ہیں لیکن کوئی روک تھام نہیں ہوتا ۔

رورل مڈیکل ایڈ (Rural Medical aid) کے بارے میں میں یہ عرض کروں گا کہ آپ کے پاس موبائیل میڈیکل یونٹس اور مڈیکل چسٹس تو ہیں ۔

ان کا ذکر تو کیا جاتا ہے ان پر کافی روپیہ خرچ کیا جاتا ہے - لیکن جیسا کہ تلگو میں ایک مثل ہے کہ " పులి ని చూసి నక్క వాతలు పెట్టుకుందట " یعنی یہ کہ شیر کو دیکھکر گیدڑ نے بھی اپنے آپ کو داغ دے لیا - اسی طرح آپ نے بھی ٦ سوبائیل یونٹس قائم کردئے - کاغذوں پر یہ بتا یا جاتا ہے کہ اس کے اتنے پیشنٹس ہیں - یہ ڈاکٹر ۱۰ دن مستقر پر رہتے ہیں اور ۱۰ دن دورہ کرتے ہیں - آپ کسی ٹیکنیکل ہینڈ سے پوچھئے کہ اس سے کیا فائدہ ہوسکتا ہے - میں نے کئی لوگوں سے اس بارے میں ڈسکس (Discuss) کیا وہ صاف یہ کہتے ہیں کہ یہ بھولچند گاندھی صاحب یا امرت کور کی اسکیم ہے اسی لئے ہمیں یہ کرنا پڑرہا ہے - ورنہ حقیقت یہ ہے کہ اس سے کچھ فائدہ نہیں ہوسکتا - میں نے ان سے کہا آپ ماہر ہیں کیوں رپورٹ نہیں دیتے - وہ کہتے ہیں کہ ہم نے برابر رپورٹ دی ہے لیکن کوئی شنوائی نہیں ہوتی - ہم اس لئے مجبور ہیں - ایسا کیوں ہوتا ہے - مڈیکل چسٹ (Medical chest) کے بارے میں آنریبل ممبرس جانتے ہیں کہ اس کے لئے ٹریننگ دی جاتی ہے - میں خود کریم نگر کا حال بتلاتا ہوں - وہاں کسی کو ٹریننگ نہیں دی گئی - ٹیچرس کو آنے کے لئے کہا جاتا ہے وہ بغیر بھتہ کے نہیں آتے - پٹیل پٹواریوں کے نام پر مڈیکل چسٹس دیدئے جاتے ہیں - اس طرح لاکھوں روپیہ گورنمنٹ سے خرچ تو کیا جاتا ہے - لیکن کوئی ٹریٹمنٹ نہیں ہوتا - روپیہ فضول خرچ ہورہا ہے -

ایک اور جانب توجہ دلا کر میں اپنی تقریر کو ختم کروں گا - میں بتاتا ہوں کہ عوامی حکومت میں ہلتھ کا کیا حال ہوتا ہے - رشیا میں کرگش (Kirgish) ایک ۱۴ لاکھ پاپولیشن کی چھوٹی سی اسٹیٹ ہے جو حیدرآباد اسٹیٹ کا ۱۴.۱ حصہ ہوتا ہے -

اس کنٹری (Country) کی حالت دیکھئے - وہاں پر ۱۰٦ دواخانے اور وبائی امراض کے سنٹرس ۹۰ اور ہاسپٹلس میں بڈس کی تعداد ۳۳۲۰ - مڈیکل اسسٹنٹس اور مڈ وائفس کی تعداد ۳۸۹ اور فزیشن ۹۷۴ ہیں - وہاں کی یہ حالت ہے کہ ہر ڈسٹرکٹ میں اسبولنس پلینس رکھے جاتے ہیں تاکہ وباؤں کے پھوٹ پڑنے کی صورت میں بروقت انتظام کیا جاسکے - وہاں ہرجگہ ایراسبولنس اینڈ ایوی ایشن پلنس (Air ambulance and aviation planes) ہمیشہ مستقر اضلاع میں تیار رہتے ہیں - وہاں ڈسٹرکس میں رورل مڈیکل ریلیف کے طور پر پانچ چھ ولیجس کا ایک سنٹر رکھا جاتا ہے اور ان دواخانوں میں جو اسپشلسٹ ہیں اور جو فزیشنس ہیں ان کا کنٹیکٹ رہتا ہے - ان کے لانے اور لیجانے کے لئے اوپر ذکر کئے ہوئے ہوائی جہاز کام کرتے ہیں اور بروقت اطلاع کے لئے کمیونیکیشنس کا انتظام رہتا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو وہ فائدہ پہنچائیں - اس نقطہ نظر سے سوچا جائے تو ہمارے پاس اس مد میں ۱۰ پرسنٹ بھی نہیں رکھا گیا ہے - حکومت کی توجہ اس طرف مبذول کرتے ہوئے میں یہ کہوں گا کہ ۴۹ ع سے لیکر ۵۴ غ تک حکومت نے کچھ بھی نہیں کیا ہے - اس لئے اس میں جتنا بھی کام بڑھائیں کم ہوگا - اتنا کہکر میں ختم کرتا ہوں -

श्रीमती आशाताअी वाघमारे (वैजापूर) :—अध्यक्ष महाराज, लोकशाही राजवट आपल्या येथें सुरूं होअून दोन वर्षे झालीं आहेत. आपण ज्या वेळी लोकशाहीच्या सफलतेचा विचार करतों त्या करिता आपण हें पाहिले पाहिजे कीं, लोकांचा अुत्साह वाढला आहे काय ? लोकांत स्वयंस्फूर्ती ने काम करण्याची अिच्छा निर्माण झाली आहे काय ? या बद्दल मला दोन चार मुद्दे आपणा पुढे मांडावयाचे आहेत.

पहिला मुद्दा असा कीं लोकांच्या मनांत लोकशाही आल्या पासून किती प्रमाणांत स्वयंस्फूर्ती वाढली आहे ? तसेच किती प्रमाणांत त्यांच्यात अुत्साह निर्माण झाला आहे ? हें पाहणें आवश्यक आहे. पहिल्यांदा अेक गोष्ट लक्षांत घेतल्यास असें दिसून येतें कीं स्वातंत्र्य आल्यापासून लोकांमधील अुत्साह आणि स्वयंफूर्ती कमी होत असलेली दिसून येते. आज सरकार अधिकाधिक आपल्या अधिकाऱ्यावर अवलंबून आहे सरकार आपल्या अधिकाऱ्यावर किती प्रमाणांत अवलंबून आहे आणि लोक संस्था प्रामुख्याने किती प्रमाणांत काम करतात या वरून लोकशाहीच्या प्रगतीचा अंदाज काढता येतो. गेल्या दोन वर्षातील अनुभवावरून असें दिसून येतें कीं सरकारने जी डेव्हलपमेंट (Development) चीं कामें सुरूं केलीं त्या बाबत लोकांच्या मनांत निरुत्साह दिसून येतो, म्हणून सरकारला लोकशाही यशस्वी करावयाची असल्यास लोकांच्या मनांत नवीन अुत्साह आणि स्वयंस्फूर्ती निर्माण करण्याचा प्रयत्न केला पाहिजे. या करिता मी हा पहिला मुद्दा चर्चेला मांडित आहे. या नंतर दोन तीन मुद्दे मी आपणा पुढें मांडणार आहे.

पहिला मुद्दा असा कीं शिक्षणा बाबत या अंदाजपत्रकांत विश्वविद्यालयीन शिक्षणावर १० लक्ष रूपयाचा खर्च कमी करून दाखवला आहे. मला वाटतें तो त्याहि पेक्षां कमी करता येअील. मुंबअी प्रांतात ६० लक्ष रूपयांत जवळ जवळ सहा विश्वविद्यालयें चालविलीं जातात आणि आपल्या येथें मात्र ५१ लक्ष रूपयांत फक्त अेकच विश्वविद्यालय चालतें ही मोठी आश्चर्याची गोष्ट आहे. लोकशाहींत जास्तीत जास्त अुच्च शिक्षण लोकांच्या हातांत असतें म्हणून माझी अेक नम्र विनंती आहे कीं, आपल्या येथेहि विश्वविद्यालयीन शिक्षण लोकांच्या हातीं द्या, कारण लोकशाही सरकारचें कर्तव्य लोकांना प्राथमिक शिक्षण देण्याचें असतें त्या वरच सरकारने भर द्यावा. मला वाटतें ही गोष्ट मीं मागे अेकदा सांगितली होती.

आमच्या सरकारने प्रायमरी शिक्षणाचें नुसतें नाटक चालविलें आहे. खेडयांपाडयांतून प्रायमारी शाळांची संख्या वाढली आहे असें सरकार अंदाजपत्रकांत म्हणते. अंदाजपत्रकांतील आकडे फुगवून दाखवावें अेवढाच सरकारचा हेतू असेल तर मग मला कांहीं म्हणावयाचें नाहीं. आमचे सरकार नुसत्या शाळा अुघडते पण तेथें बरोबर शिक्षण दिलें जातें कीं नाहीं याचा विचार सरकार करित नाहीं. आजच्या बजेट मध्ये शिक्षणावरील अेकंदर पांच कोटी रूपयाच्या खर्चांपैकीं जवळ जवळ अडीच कोटी रूपये प्राथमिक शिक्षणावर खर्च होणार आहेत, पण मला असें म्हणावयाचें आहे कीं, तो योग्य होतो का ? तुम्ही अेखाद्या शिपायाला ४६ रूपये पगार देता आणि मास्तरला मात्र ३० रूपये पगार देता हें बरोबर आहे काय ?

आम्हाला सांगण्यांत येतें कीं आम्ही अितक्या प्राथमिक शाळा काढल्या, लोकशिक्षणाचे अितके वर्ग सुरू केले, पण ते कितपत अुपयुक्त ठरले आहेत याचा कधी विचार केला आहे काय ? खर्च केलेला पैसा योग्य कामी लागला आहे काय, लोकांना शिक्षण मिळालें काय याचा जरा विचार करायला पाहिजे. शिक्षण नुसते ४ थी पर्यंत घेतलें काय आणि नुसतें साक्षर झाले काय, यांत फरक पडत नाहीं पण तें शिक्षण अुपयेगी सिद्ध होण्यास त्यात सातत्य असलें पाहिजे. खेड्यांत मुलें सुगीच्या दिवसांत शेतावर काम करावयास जातात आणि त्यांच्या शिक्षणामध्ये खंड पडतो हें योग्य नाहीं.

दुसरी गोष्ट अशी कीं, जो कोर्स सरकार कडून शाळांना दिला जातो तो चार सहा शिक्षकांच्या शाळांकरिता आणि अेक शिक्षकाच्या शाळेकरितां अेकच दिला जातो. या गोष्टी कडे शिक्षणमंत्र्यानीं लक्ष द्यावे, कारण चार माणसे जे काम करू शकतील ते काम अेक माणुस तितक्यांच वेळांत कदापि करू शकणार नाहीं, ही गोष्ट लक्षांत घेतली पाहिजे नाहीं तर त्या शिक्षकाला निदान अेखादा मदतनिस तरी दिला पाहिजे. शहरांतील चार सहा शिक्षकांच्या शाळा करिता जो कोर्स तयार असतो तो खेड्यांतील शिक्षकाला पूर्ण करावा लागतो त्या मुळें तेथील शिक्षक अेकही काम पूर्ण करू शकत नाहीं. या मुळें खेड्यांतील शाळावर बराचसा खर्च केल्याचें सरकार सांगतें तें बरोबर नाहीं, तो खर्च व्यर्थ जातो. आजकाल सरकारनें शिक्षकांकरिता अेक आठवड्याचे ट्रेनिंग काढलें आहे. अेक आठवड्यांत तो शिक्षक काय ट्रेनिंग घेणार आणि त्याला काम ज्ञान होणार हेंच मला समजत नाहीं दोन, दोन, तीन, तीन वर्षाचे ट्रेनिंग घेअूनहि शिक्षक तज्ञ होत नाही तर एक आठवड्याचें ट्रेनिंग घेऊन काय ज्ञान तो मिळवणार आहे, आणि काय मुलांचा फायदा होअील याचा विचार सरकारनेंच करावा.

साक्षर झालेल्या लोकांचा आणि शाळांचा आकडा वाढला पाहिजे मग तेथे शिक्षण कसेंहि मिळो, हाच सरकारचा दृष्टीकोण दिसतो. आकडे फुगवून दाखविल्यानें कोणतीहि सुधारणा कागदावर होत असेल, पण खरोखर ती सुधारणा होत नसते व जनतेचा त्या पासून कांहींही फायदा होत नसतो.

आतां पर्यंत आमच्या येथे गोषा पद्धत होती, त्यामुळें मुलींच्या शिक्षणांत आमच्या येथें प्रगति होअू शकली नाहीं, पण आतां आमचे लोकशाही सरकार आलें आहे. या काळांत मुलींच्या शिक्षणांत प्रगति होणे आवश्यक आहे. आतां पर्यंत पुरूषांनी स्त्रीयांवर बराच अन्याय केला आहे. कोणी काहींही म्हणो पण आज स्पष्ट दिसत आहे कीं स्त्री शिक्षणावर फारच कमी आमच्या येथे होत आहे. मुलींच्या शिक्षणांत आणि मुलांच्या शिक्षणांत काहींही फरक केला नाहीं म्हणून मुलींच्या शिक्षणाकडे काय खर्च झाला याचा बरोबर अंदाजा नाहीं. घटनेंत स्त्री पुरूष भेद केलेला नाहीं मग स्त्रीशिक्षणावर खर्च कमी का करतां ? आजकाल खेड्यापाड्यातून विशेष गोष्टी केल्या गेल्या आहेत. हैदराबाद सारख्या शहरांतून मुलींचे अेक स्वतंत्र कॉलेज आहे पण खेड्यापाड्यांत जेथे मुली थोड्या मागासलेल्या असतात, तेथे मुलींच्या शाळा मुलांच्या शाळांत जम केल्या गेल्या आहेत त्यामुळें मुली शाळेत जाअीनाशा झाल्या आहेत. माझ्याच तालुक्यांत १०, १५ मुलींच्या शाळा मुलांच्या शाळेत जम करण्यांत आल्या आहेत. ज्या प्रमाणे निझामाच्या आणि मिरजांच्या काळांत स्त्रीयांवर अन्याय झाला तसाच आजच्या लोकशाहीच्या काळांतहि झाला तर तो आहीं मुलींच सहन करणार नहीं हें मला सांगावयाचें आहे. शिक्षण खात्याच्या अधिकाऱ्यांनी

आणि शिक्षण मंत्र्यांनी गोष्ट ध्यानांत घ्यावी आणि काहीं तरी व्यवस्थित कार्यक्रम आखून स्त्रीशिक्षणावर जास्त भर दिला पाहिजे।

दुसरी गोष्ट मला अशी सांगावयाची आहे कीं सरकारने जास्तीतजास्त लक्ष माध्यमिक शिक्षणा-वर दिले आहे व बराचसा पैसा त्यावर खर्च केला आहे. माझी त्यांना विनंती आहे कीं त्यांनी प्रायमरी शिक्षणावर आतां करतात त्या पेक्षांहि जास्त खर्च त्यांनी करवयास पाहिजे. तसेच त्यांनी स्त्रियां-कडून शिक्षण फी घेता कामा नये. ज्या प्रमाणें मागासलेल्या लोकासाठीं लाखो रुपयांचा फंड राखून ठेवला आहे त्याच प्रमाणें मुलीच्या शिक्षणा करतांहि फंड राखून ठेवला पाहिजे व त्यातून मुलींच्या शाळांना विशेष मदत दिली पाहिजे. आम्ही येथे स्त्री प्रतिनिधी असल्यामुळे ह्या सर्व गोष्टी सरकारा पुढे मांडणे आमचें कर्तव्य आहे. दिवसेंदिवस आर्थिक मंदी येत आहे, यामुळे पुरुषांच्या शिक्षणावरच खर्च करणे सरकारला कठीण जात आहे तर स्त्री शिक्षणावर खर्च करणे कठीण जाअील यांत शंका नाहीं पण तरीहि स्त्री शिक्षणावर योग्य तो खर्च झाला पाहिजे अशी माझी सरकारला विनंती आहे.

आणखी अेक महत्वाचा मुद्दा मला सरकारपुढे मांडावयाचा आहे तो असा कीं काल आम्हाला अेक सरकारकडून पत्रक मिळालें आहे, त्यांत औद्योगिक शिक्षणाच्या संस्था सरकारने कोठे कोठे काढल्या हें दिलें आहे। मला त्यांत असे दिसले कीं त्या सर्व संस्था वरंगल मुशिराबाद वगैरे तेलंगणां-तील भागांतच काढल्या आहेत, आणि त्यांतील अेकही संस्था मराठवाड्यांत काढलेली नाही. मराठ-वाड्याची जमीन जशी पाटबंधाऱ्याकरिता अयोग्य आहे असे तज्ञांनी सांगितलें आहे असें म्हटलें जाते तसेच कोण्या तज्ञांने सांगितले काय कीं मराठवाड्यांतील लोक औद्योगिक शिक्षणाकरिता अयोग्य आहेत। अेकही औद्योगिक शिक्षणाची शाळा मराठवाड्यांत अुघडल्यागेली नाहीं। पुढे तरी औद्योगिक शाळा अुघडण्याचा प्रश्न येअील तेव्हां मराठवाड्यांत त्या अुघडल्या जातील अशी आशा आहे।

तसेंच अुच्च शिक्षणावरील होणारा खर्च कमी करून त्या शिक्षण संस्था लोकांच्या स्वाधी कराव्या व अुरलेला पैसा प्रायमरी शिक्षणावर खर्च करून प्रायमरी शिक्षणाचा विस्तार करावा आणि स्त्रीशिक्षणावर जें दुर्लक्ष होत आहे त्या कडे लक्ष देअुन त्यावरील खर्च वाढवावा अशी विनंती करून मी आपले भाषण पुरे करते।

ಶ್ರೀ. ಎಲ್ ಕೆ. ಷರಾಫ್. (ರಾಯಚೂರ್: ಅಧ್ಯಕ್ಷ ಮಹಾಶಯರೆ, ಈಗ ನಮ್ಮ ಮುಂದೆ ೧೯೫೪-೫೫ ನೇ ಇಸವಿಯ ಬಡ್ಜೆಟ್ಟು ಬಂದಿದೆ....

Mr. Deputy Speaker: I think it is better if the hon. Member speaks in a language which the Finance Minister can understand.

Shri L. K. Shroff: Mr. Speaker, Sir, I have been hearing speeches made on the budget speech of the hon. Finance Minister and the budget proposals before us for the past two days and I have been observing that certain ideas and certain criticisms are being practically repeated every day and every hour. But the hon. members who have thought fit to make

those criticisms have not at the same time tried to understand what the aims and objects of the party in power have been all these years. It has been made clear time and again that our Government is committed to the policy of building up a welfare State in this country, and whatever steps are taken whatever policy is implemented, we have got to judge from that point of view.

Only yesterday we read in the newspapers that the expectation of life in this country has risen by six years. In 1941 it was considered that the expectation of life was 26 and something; today after the census of 1951 has been analysed it has been found that it is more than 32 years. Now, what is it that this thing shows? Does it not indicate that the measures that have been taken by the Central Government and the different State Governments have been responsible for raising this expectation of life in the country. And yet, hon. Members take pains to show that nothing has been done between these years for improving the health conditions of the people in our country. I am really surprised at this and I fail to understand the logic of their arguments. Again it is said that only 41% of the budget estimates are allotted for the nation-building departments. This is true, but is it not an improvement upon what had been allotted before? Last year it was 38%; this year it is 41%.

Hon. Members have complained that the cash balances are practically nil. Today only we have read in the press about the award of a Court in London regarding the Rs. 1.97 crores which the Government supposed was its own and probably thought would come back to them. This amount is not that of Government; it belongs to the Nizam and it is his private property. We have read in the press about the decision of a certain Court in England. So, we cannot expect that (1) crore (97) laks to come to us. The cash balance, therefore, at the end of the next financial year will be just about 25 lakhs. In spite of such a precarious condition of finances, our Finance Minister has been able to allot something like 9 crores of rupees on capital expenditure. Is it not certainly a daring thing?

Hon. Members have complained that we live upon the support given to us by the Central Government. It is no doubt partly true. But really, whatever the Central Government is giving us in the form of subsidy and grant is partly, and I might even say, to a great extent, our legitimate due.

because many of the departments which were giving us a good source of income, for instance, railways, posts an telegraphs, customs, etc. have been taken away from us. We have therefore a right to expect that the Central Government will make up for the loss that we have had to incur on that account. Besides, according to the Five-Year Plan the Central Government has committed itself to giving us help that is necessary for its implementation. Hon. Leader of the Opposition said that the Five-Year Plan cannot be a success because there is no co-operation from the public. I do not know which part of the State he referred to when he made that statement; but I can speak from my own experience of my district which is granted a community project. There and in other parts of the district, people have come forward giving very enthusiastic support to the plan. Where wells have been estimated to be dug at a cost of Rs. 3,600 by the P.W.D., people have dug just at the cost of Rs. 200 to Rs. 700. In my own taluk of Raichur, 13 wells have been dug by the people at the cost of Rs. 200 to Rs. 750. That means the rest of the money that has been estimated by the Government has been met by the people in the form of labour, materials and other things. What does this signify? Does this mean that the people do not give co-operation at all? Certainly, not. In the Community Project area, 40 school-buildings are going to be constructed by the Government with the co-operation of the people. It is estimated that the people will contribute one-third of the total estimate; but I am sure taking the enthusiasm shown by the people in the rest of the district into consideration there will be greater contribution made by the people. To say, in these circumstances that there is no co-operation on the part of the public to implement the Five-Year Plan is to say something that cannot stand the test of examination.

Again, some hon. Members have thought it necessary at this time to criticise the education policy of the Government. They have said that the basic education is a fad and that when examined it is found to be useless and has not given any good result. One hon. Member even went to the extent of stretching his imagination and saying that though the Constitution clearly lays down that our State shall be a secular State we, Congressmen, are trying to encourage casteism and are also trying to introduce it by the back-door. I should have appreciated the stretching of the imagination of that hon. Member if it had not been perverted. To say that basic education introduces casteism is to show gross ignorance of the way in which basic education is functioning. I can quote

chapter and verse from different authorities on education but I am afraid I will take a very long time if I were to do so. I shall therefore just read out a line or two from the report of the Secondary Education Commission which had been appointed by the Central Government. I must in this connection say that no system of education whether it is basic education or any other system, can be said to be final. A certain system of education is introduced just at a certain periodof the history of the country taking into consideration the requirements of the times. The basic education is found to be best suited for the country in the situation in which we have been placed at the present time. Our country, as members are aware, is a rurr l country and we live mostly in villages and if we want that our children in the villages should be educated, it is necessary that our children should take their education which centres round some vocation. Hence it is for that the basic system of education has been introduced.

I do not know whether the hon. Member who made the criticism did so because it emnated from the followers of the cult of non-violence, because I find that those who made the criticism against the basic system of education are people who are worshippers of violence. Great educationists have said that education and violence cannot go together. It is the very essence of education that the cult of non-violence should be inculcated and should be encouraged and so it was that the apostle of non-violence, the Father of the Nation, gave this system of education to our country which has been appreciated and applauded not only by the educationists of our own country but also by the educationists of other countries. I will not refer to the opinions given by the other people abroad. This is the latest report that we have got on the secondary education in our country. This Secondary Education Commission has studied the whole problem of education in this country from all points and has come to the conclusion that certain things are quite necessary for our children to develop. Here, at page 25 of the report, it is said :

" Amongst the qualities which should be cultivated for this purpose are discipline, co-operation, social sensitiveness and tolerance ".

They go on to show further on how it is necessary that the vocational efficiency of the students has got to be improved upon very much. On page 27, they say :

" So far as the second major element in our national situation is concerned, we must concentrate on increasing the productive or technical and vocational efficiency of our students. This is not merely a matter of creating a new attitude to work an attitude that implies an appreciation of the dignity of all work, however ' lowly ', a realisation that self-fulfilment and national prosperity are only possible through work in which every one must participate and a conviction that when our educated men take any piece of work in hand they will try to complete it as efficiently and artistically as their powers permit ".

So it is that the creative instincts in our children have got to be developed. They have got to be roused and developed further. It is not necessary that all the crafts and all the arts that we can think of should be presented to them. It is enough even if one craft or if one art is there. Because in our country next to agriculture Weaving is the Rural Industry which feeds the largest number of people. Generally Weaving and Spinning are introduced as a craft in schools round which the education of the children is centred. There was a time when much stress was being laid on the Three R 's– reading, writing and arthematic ; but now the three H 's, are gaining importance, *viz.*, the heart, the hand and the head. The basic system of education does not completely discard literary education. As a matter of fact, equal importance is given to it and yet one hon. Member said it is child labour. Well he appears to have studied laws on labour but misunderstood them. To dub a craft or an art taught to a child between the ages of 7 and 14 as child labour is, I suppose, something far-fetched.

I must congratulate the hon. Finance Minister and the Government for having taken immediate and speedy action when there were floods in the Godavari and when there was a famine in Marathwada and Karnataka areas. People were given immediate succour and the rigour of the sufferings of the people was mitigated to a great extent. But, in this connection, I would like to say that when certain relief works were undertaken under the Famine Code, people were given wages according to the Famine Code. This Code is in existence for the past thirty years or more. Probably in those days when the Famine Code was put on the statute book, it was considered sufficient to give a subsistance wage of 5 or 6 annas a day, but today to say that, wage would be sufficient is not to understand the situation that is obtaining.

I have seen in my own district when famine relief works were started both husband and wife, who worked from morning to evening, got only 11 annas O.S. for their labour. How can we expect a family consisting of a husband and wife and two or three children to fill their bellies and carry on their life with only 11 annas O.S. a day ? When this matter was represented to the Government, it took shelter under the Act. When I suggested that the Famine Code should be modified, I was told that it was not necessary, because there are rules to do it. I am unable to understand all this. When the difficulties are placed before the Government, shelter is taken under the Act.

I would now like to speak about the Rajulibanda Division Scheme which is under construction. Practically more than half the work is over and now for the last two years there is a slackening of the work. We are told that there is one village on the other side of the Tungabhadra river, which is part of the Andhra State. The village will be submerged if the Anicut is completed. Since there has not been any understanding between the Andhra Government and our Government on the amount of compensation to be paid the work has slackened. I do not know why our Government should be putting off this matter for such a long time. 41 miles of the total length of 62 miles of the canal has already been completed. More than half the anicut is over just for the task of settling this simple problem of giving compensation to the people of one village on the other side of the river, the whole work is held up and the people of Raichur district, especially Raichur and Alampur taluks, are not being given the benefit of the money spent on this work by Government. I would request the Government, especially the P.W.D. Minister to take immediate and necessary steps to see that this handicap is removed and the work done very soon so that with the commencement of the rainy season this year, water may be let into the canal and the people would get the benefit. One more suggestion, I would like to make..........

(The bell was rung and the Dy. Speaker called on the next speaker).

شری گنپت راؤ واگھمارے (دیگلور- محفوظ) مسٹر اسپیکر سر - چونکہ وقت کم ہے اسلئے میں اس بجٹ کے سلسلہ میں زیادہ دیر تک بحث کرنا نہیں چاھتا - ان امور کی جانب میں حکومت کو متوجہ کرونگا جن کی طرف توجہ کرنا ضروری ہے صرف اس [illegible] تک میں اپنے خیالات کا اظہار کرونگا - ہم دیکھ رہے ہیں کہ دو سال [illegible]

جس طرح عمل کررہی ہے جسطرح کار بند ہے اسکے کیا کیا اثرات عوام پر پڑ رہے ہیں اور اوس سے ملک کسطرح متاثر ہو رہے ہیں - حکومت یہ پوچھ سکتی ہے کہ عوام کا اسکے متعلق کیا خیال ہے - باوجود اسکے کہ دو سال سے اپوزیشن بنچس کی جانب سے مختلف نمائندوں کی جانب سے حکومت کی توجہ ایسے امور کی جانب مبذول کرائی جاتی رہی ہے جنکی طرف اسکو متوجہ ہونا چاہئے لیکن حکومت کی جانب سے کوئی اقدام ایسا نہیں کیا گیا کوئی قدم ایسا نہیں اٹھایا گیا جس سے خرابیوں کے دور ہونے کا امکان پیدا ہوسکے - آج حکومت نے ہمارے سامنے جو موازنہ پیش کیا ہے اس میں ایک کروڑ سے زائد کا خسارہ ہے - اسکی وجہ کیا ہے - اسبارے میں ہمیں سوچنا چاہئے کہ آخر بجٹ میں خسارہ کیوں ہے - اور بجٹ سرپلس (Surplus) ہے توکیوں ہے - جب ہم ملک میں امن و امان کے ساتھ عوامی تعاون کے ساتھ کام کرتے ہیں تو اسکا اثر لازماً یہ ہونا چاہئے کہ ہمارے ملک میں محنت کے ساتھ دولت کا اضافہ ہو - خوش حالی میں اضافہ ہو لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ آج خسارہ پایا جا رہا ہے - اس سے ہمکو یہ نتیجہ لازماً اخذ کرنا پڑتا ہے کہ حکومت کی کچھ نہ کچھ لاپروائی ہے - حکومت کی توجہ اس جانب نہیں ہے جو عوامی ضروریات ہیں - میں مثال کے طور پر کہونگا - ممکن ہے کہ آج اس وجہ سے حکومت کے موازنہ میں خسارہ ہو رہا ہے - ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے ہاں کی منسٹری میں منسٹرس کی بستر بندی بہت ہوئی ہے - کیا اسی وجہ سے بجٹ میں خسارہ پایا جارہا ہے - ان تمام بستر بندیوں اور بستروں کے پھیلاؤ میں جو ناگہانی چیزیں پیدا ہوگئی ہیں ان چیزوں کی وجہ سے ہمارے منسٹروں کو عوامی مسائل کی جانب متوجہ ہونے کا موقع نہیں ملا - شاید اس وجہ سے کچھ کوتاہی ہوئی ہے - ایسی ناگہانی چیزیں جو حکومت پیدا کررہی ہے اسکے بارے میں اپنی ایک تقریر میں فینانس منسٹر صاحب نے کہا کہ ہمارے گھروں میں جو چیزیں چلتی ہیں اسکا دوسروں کو پتہ کیسے چلتا ہے جبکہ ہمکو خود معلوم نہیں ہے - لیکن میں کہونگا کہ ممکن ہے آپکو معلوم نہو لیکن دنیا جانتی ہے - اس سلسلہ میں ایک مثال دونگا کہ بلی آنکھیں بند کرکے دودھ پیتی ہے اور یہ سمجھتی ہے کہ اوسے کوئی نہیں دیکھ رہا ہے لیکن دیکھنے والا اسکا کیا حشر کرتا ہے آپکو معلوم ہے - چوری سے دودھ پینے والی بلی کے ساتھ جو سلوک کیا جاتا ہے سب جانتے ہیں - اگر ہماری حکومت اسطرح سے اپنے عیوب کو چھپانے کی کوشش کرے تو اسکا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ حکومت کو عوام کے سامنے جوابدہ ہونا پڑیگا - اور عوام کا فریضہ ہوگا کہ وہ اسکو درست کرے -

ایک اور چیز کی جانب میں حکومت کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں - وہ یہ کہ عوامی حکومت کو جسطرح قدم اٹھانا چاہئے اسطرح کی آج تک ہم نے کوئی چیز نہیں پائی ہے - وہی پرانا سسٹم (System) وہی پرانی روایات جو پہلے سے چلی آرہی ہیں ان ہی کو صاف کرکے یہاں پیش کیا جاتا ہے جو فرق گورنمنٹ کی مشنری میں

عوامی حکومت کے آنے کی وجہ سے پیدا ہونا چاہئے تھا وہ ابتک پیدا نہیں ہوا ہے - خاص طور پر میں کہونگا کہ اضلاع اور تعلقوں میں جو حکومت کے نیچے کے ادھیکاری ہیں ان میں جو نظم و ضبط ہونا چاہئے جس ڈھنگ سے عوام کے ساتھ انہیں تعاون کرنا چاہئے اوس مشنری میں جس قسم کی محبت کا جذبہ ہونا چاہئے اور انکی کارگزاری جیسی ہونی چاہئے ویسی نہیں ہے اور ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ حکومت کی توجہ مطلق اپنی مشنری کی جانب نہیں ہے - اور نہ حکومت کی مشنری کا کوئی اثر ہے - ان امور کی جانب ہماری حکومت کوئی توجہ نہیں کرتی - اسکے ساتھ ساتھ میں یہ بھی کہونگا کہ ایک آنریبل ممبر نے سر مرزا اسمعیل کا ذکر کیا تھا کہ انہوں نے نظم و ضبط کی مثال قائم کی تھی - جسوقت میں کانگریس میں تھا میں نے مشورہ دیا تھا کہ کسطرح حکومت کے کارندوں میں اس قسم کے جذبات پیدا کئے جاسکتے ہیں جیسا کہ سر مرزا اسمعیل نے کیا - واقعی ایک طریقہ ہوتا ہے برائیوں کو نکال دینے کا - ایسی چیزیں پیدا کی جاسکتی ہیں جس سے عوام میں اور گورنمنٹ کے کارندوں میں یکجائی پیدا ہو اور اس سے اچھی چیزیں ہوسکتی ہیں -

ایک اور چیز میں یہ عرض کرونگا کہ عوامی حکومت کے قیام کے بعد سے اونٹ محنت کش عوام کے لئے جنکی محنت سے ملک سرسبز ہوتا ہے اس بجٹ میں کوئی خاص گنجائشیں نہیں فراہم کی گئی ہیں - کچھ گنجائشیں رکھی تو جاتی ہیں لیکن انکو صرف نہیں کیا جاتا اور وہ گنجائشیں ختم سال پر لیاپس (Lapse) ہو جاتی ہیں - گذشتہ سال ۲ لاکھ روپیہ ہریجنوں کے لئے رکھا گیا تھا لیکن دو لاکھ کے قریب اس میں سے صرف ہوسکے باقی رقم لیاپس ہوگئی - عوامی حکومت کا تو فرض یہ ہونا چاہئے کہ زیادہ سے زیادہ رقوم عوام پر صرف کرے جنکی وجہ سے حکومت کی تجوریاں بھرتی ہیں - ایسی صورت میں لازمی طور پر اوسی محنت کش طبقے کے لئے ایسے مواقع فراہم کرنا چاہئے جسکی وجہ سے وہ زیادہ سے زیادہ محنت کی جانب مائل ہوسکیں اور ملک کی دولت میں اضافے کا سبب بن سکیں -

میں زیادہ عرض نہ کرتے ہوئے ڈپارٹمنٹس کی چند چیزوں پر تنقید کروں تو نامناسب نہوگا - ہماری پولیس کا یہ حال ہے کہ گورنمنٹ میں عوامی وزراء کو دیکھکر انکا دماغ بڑھ چڑھ گیا ہے - وہ سمجھتے ہیں کہ وہ ایک عورت کو مرد بناسکتے ہیں اور ایک مرد کو عورت - محکمہ مال کی یہ حالت ہے کہ اگر خوشامد درآمد کرکے کچھ کام نکال لیا گیا تو خیر - ورنہ کام نکلنا مشکل ہے - ایسے کاموں کی طرف توجہ نہیں کی جاتی جن سے عوام کو فائدہ ہے - جو اوپر سے حکم آتا ہے اسکی تعمیل میں بیجا پیسہ خرچ کیا جاتا ہے لیکن عوام کو فائدہ نہیں پہنچتا میں مثال کے طور پر کہونگا کہ حکومت نے ہاوزنگ سوسائیٹی (Housing society) کے لئے تین لاکھ روپیہ فراہم کئے - لیکن ان افسروں کو معلوم ہونا چاہئے تھا کہ جب اتنا کمپنسیشن (Compensations) مہیا کیا گیا ہے اور یہ لکھا گیا ہے کہ -

" In this connection, I may inform you to deposit the amount towards meeting the compensation in the Tahsildar's office, Nanded, within fifteen days of receipt of this memorandum, failing which no action will be taken in this connection ".

توسیع آبادی کے سلسلے میں ۹ - ۱۰ سال کی کارروائی میں یہ کہا جاتا ہے - اسطرح کے کمپنزیشن سہیا کرنے کے بارے میں حکومت گیارنٹی دیتی ہے - اسی کے لئے حکومت بجٹ فراہم کرتی ہے - لیکن کسطرح لوگوں کی مدد کی جاتی ہے کسطرح لوگوں کا کام انجام دیا جاتا ہے اس کے لئے ۳ لاکھ کا بجٹ فراہم کیا گیا ہے - لیکن حکومت کے کارندوں کو اسکا علم نہونے کی وجہ سے اسطرح عمل ہوتا ہے - جہاں رشوت چلتی ہے وہاں توکارروائی فوراً بن جاتی ہے - لچے لفنگوں کے سلسلے میں احکامات جاری ہوتے ہیں لیکن جو لوگ مہینوں سے کوشش کررہے ہیں گورنمنٹ کی مشنری کی خرابی کی وجہ سے ان پر کوئی توجہ نہیں ہوتی - اسی طرح جنگلات کے لوگ بھی پریشان کرتے ہیں - جہاں گھاس تک نہیں اگ سکتی وہ علاقہ افارسٹیشن (Afforstation) کے لئے لیا جاتا ہے - اور بلا وجہ صرفہ کیا جاتا ہے - جنگلات کے پلاننگ آفیسرس راکی لینڈس (Rocky lards) اپنی مصلحت کی خاطر افارسٹیشن کے لئے اکوائیر (Acquire) کرتے ہیں - اور عوام کو جنگلات پٹی دیتے ہیں - میں موضع چکلہ کا ایک قصہ سناتا ہوں - وہاں چیف کنزرویٹر فارسٹس سے متعلق آنریبل منسٹر آف فارسٹس کے پاس ریپریزنٹیشن کیا گیا جس پر تحقیقات ہو رہی ہے - وہاں ۱۰ سال سے جو لوگ کاشت کرتے چلے آرہے ہیں ان کی زمینات افارسٹیشن کے ضمن میں اکوائیر کرنے کی نوٹسیں دیگئی ہیں - عوام سمجھانے کے باوجود محکمہ اپنی ضد پر اڑا رہتا ہے - تحقیقات میں وہ چیز حکومت کے سامنے آئیگی - عوام کے مفاد کا کوئی تحفظ نہیں کیا جاتا -

دوسری چیز یں یہ عرض کرونگا کہ ملک کی ہلتھ (Health) بڑھانے کے لئے تو اسقدر پرچار کیا جاتا ہے لیکن آبکاری کے سلسلے میں اس پر توجہ نہیں دی جاتی - ملک کا ایک غریب طبقہ اپنی دن بھر کی تھکن اتارنے کے لئے اس کو استعمال کرتا ہے - لیکن آبکاری میں جا بجا کلوروفارم اور ایسی ہی دوسری نقصاندہ چیزیں ملائی جاتی ہیں جسکی وجہ سے اسکو استعمال کرنے والے لوگ بیماریوں میں مبتلا ہوجاتے ہیں - جب عہدہ داران مجاز کے پاس یہ بات پہنچائی جاتی ہے تو وہ یہ کہتے ہیں کہ کیا کریں مستاجر پریشان ہے اس نے بڑھ چڑھ کر معاملہ حاصل کیا ہے - اگر ایسے جوابات ملیں تو اسکی اصلاح کسطرح ہوسکتی ہے -

سوشیل سرویس ڈپارٹمنٹ کے بارے میں مجھے یہ کہنا ہے کہ اس کے ادھیکاریوں کو اپنے آفس کے رکھ رکھاؤ سے ہی فرصت نہیں ہوتی - وہ اپنے آپ کو گزیٹڈ آفیسر یا ڈپٹی کلکٹر ہی سمجھتے رہتے ہیں - اور اس تصور سے اپنے آپ کو ایک انچ ہٹنے نہیں

دیتے - ایسے لوگوں سے سوشیل سرویس کیا ہوسکتی ہے - وہ کیا خدمت کرسکتے ہیں۔ اس کی اصلاح ہونی چاہئے -

اتنا کہتے ہوئے میں حکومت سے اصرار کرونگا کہ وہ ان چند باتوں کی جانب توجہ دے - جن لوگوں کے لئے بجٹ میں گنجائش فراہم کی جاتی ہے انہیں اس گنجائش سے استفادہ کا موقع فراہم کرے - اور انکے کاروبار میں زیادہ سے زیادہ سہولتیں بہم پہونچائے - اور حکومت کرنے والے بھی اپنے دیگر کاروبار اور پالیٹکس کو دور رکھکر اس جانب توجہ دیں تو مجھے یقین ہے کہ اسی صورت میں ملک کو مستفید کیا جاسکتا ہے۔

The House then adjourned for recess till Forty Minutes past Five of the Clock.

The House re-assembled after recess at Forty Minutes past Five of the Clock.

[MR. DEPUTY SPEAKER IN THE CHAIR]

Shri K. R. Veeraswamy (Kalvakurty-Reserved): Mr. Speaker, Sir, I do not want to tread the beaten track as other comrades of mine have done, calling the budget 'a Jagirdar Budget' or 'a Capitalist Budget' or other names. I do not want to give it titles before I examine the budget from certain canons of financial propriety. Therefore, I wish to put before the Assembly certain criteria for judging the budget.

First of all, we should see whether the Budget presents any financial stability and financial soundness, whether the budget is leading to greater production and giving to the people greater purchasing power. We should also see whether it is creating new demands on the people and whether it is going to raise the standard of living of the people. We have to judge the budget from these angles before we offer our criticisms. As the time given to me is very short—it is only 15 minutes—I will not be in a position to criticise or even analyse a single aspect of the budget. Therefore, I want to confine myself to two criteria which I have already placed before the House and from which I want to judge the budget.

We have to see the financial stability of the budget. Even last year, we knew, there was a deficit in the budget. It was to the tune of 1.52 crores. Even now on Revenue Account we have a deficit of about 1.06 crores; in the Capital Account also we have got some deficit. We have got an over-all deficit of nearly 2½ crores in the present budget. From this, we see that the budgets which have been presented in

this House have got a tradition of deficit in them. If we proceed further, we can see the further instability in the Budget, *i.e.*, there is about Rs. 16.6 crores deficit under the head 'Planning'. Of course, democratic planning is not for the immediate present, but for the future. Even if we judge it from the future point of view we see that the Planning budget has got a deficit of Rs. 16.6 crores. If we look at the cash balances, we see— it is given somewhere—that it is 3.3 crores and ultimately if we subtract it from the balances which we have to get from the London Banks it comes to about Rs. 1½ crores. Thus, the cash balances are dwindl.ng. Even the reserves are only about 52.8 crores. Soon after the Police Action, the reserves were something like 110 crores. We do not know what has happened to that Rs. 110 crores. Now, hardly four years after the Police Action we see that it has dwindled down to about half the amount. No reasons seem to have been stated in the Assembly for the dwindling of these reserves. Perhaps most of the Members of this Assembly are not aware of the fact that we had a reserve of nearly Rs. 110 crores. From these angles of financial instability we can say that the budget has not got the soundness which it ought to have.

Coming to the various aspects of the Budget, as hon. Members know, ours is a growing and an expanding economy and as such we should not be afraid of any deficit in our budget. Even the budget of the Central Government has a deficit to the extent of about 26 crores. Deficit in a budget is not a defect in itself. We are in an era of planned economy with so many national extension schemes, developmental schemes and social service schemes. We have to see in the circumstances whether the resources of the State are being properly husbanded and resourles as are properly spent on these various schemes and whether the expenditure on the top-heavy administration has been lessened to any appreciable extent. Judged from these angles, we come to the conclusion that the budget, deficit as it is, not promising in that no benefits are conferred on the common man. Though we are spending lots of money on capital expenditure, developmental expenditure and social services, the money spent has not gone to the advantage of the poor man. His purchasing power has not increased in any way.

Analysing the various aspects of our budget, many of the hon. Members have criticised the budget but they have not been in a position to point out how the deficit could be made

good. I would like to take up the sales-tax collections in this context. Last year we expected about Rs. 3 crores of realisations through the sales-tax but the Government were not in a position to collect that much. About 50 lakhs deficit they got last year. Even now, the same thing seems to have been repeated. We know without sales-tax we will not be in a position to meet out deficit in the budget. In Madras, before it was divided, it was having a sales tax of 22 crores of rupees. No doubt it was developed gradually in the course of about 15 to 16 years. But here in Hyderabad, we were having already sales-tax on luxuries, but, in spite of our experience for the last three years, it is really very strange that we are not in a position to have a good sales tax income. What then are the reasons that go to give us this deficit ? If we analyse the deficiencies or defects in the sales-tax, administration we will come to know the truth about it. We have got a sales-tax based or modelled upon the Madras Sales-Tax Act : it is a multi-point sales-tax ; whereas we are administrating it on the Bombay Sales-tax model, i.e., single-point. That is, we have got a multi-point sales-tax, whereas the administration is single-point sales-tax. There is that anomaly.

If we properly control the sales-tax department and had the sales-tax department been properly functioning. I think we would have got something more than 3 crores. There are many leakages in the administration : as I said, we have got a multi-point sales-tax but the administration is single-point tax based upon the Bombay model. Next, there are not enough officers to collect the sales-tax as in Madras, where, for every district, there is a sales tax officer, under him a D.C.T.O., and next to him a T.C.O. and lower down a Dy. T.C.O. and so on. Thus one will find "intensity" in the administrative machinery, whereas in Hyderabad, on account of administration based on single-point sales-tax, so much tax is being evaded. There is not that intensity of collection of sales-tax in every taluq as it ought to be. Many mondas in the districts have not been paying the tax. The hon. the Finance Minister should take note of this. As we are having the sales tax based on multi-point system, if we try to have also multi-point tax administration, I think we will be able to get more than 4 crores of rupees in our State by way of sales-tax. I wish therefore to bring to the notice of the hon. Finance Minister that he should look into the defects in the administration of the sales-tax and set right the matters, because our economy is growing and expanding, whereas our financial re-

sources are being contracted. Therefore if we do not mobilise our own resources they will dwindle in no time and we will be faced with a big gap and the administration may have to come to a standstill. Therefore, I warn the Government that if the present system of sales tax administration were to continue there will be not only dwindling of the present sales-tax collections but a time may come when on account of the several lacunae in the system there may be very huge deficit. Another point I wish to bring to the notice of the Finance Minister in this connection is that many a person taxed by the authorities goes to the higher officers in the department for tax remission. People go and approach higher authorities and say' you should exempt us this time, next time we will pay' Many remissions in the sales-tax are taking place at the higher level and the hon. Finance Minister should try to know about this. We should not exempt anybody from sales tax because sales-tax, I feel is the only source left to us to fill up our gap for the expanding economy.

Now coming to the anti-corruption department, an anti-corruption Committee has been set up by the Government sometime ago. Its report is perhaps in the offiing. The report has not yet come before the House. But one thing I am going to tell is that any report, if it is not implemented, is not going to do good for anybody, whether for the Members of the House or the general public. The report that may be submitted by the Committee should be implemented in all seriousness. The general opinion of the public with regard to corruption in the various departments is that people eat but they do not do any work. They say "at least in the past regime people indulged in corruption but they did this duty to the people, "but now they say they find even in this democratic set, up,"governmental authorities and officers eat enough of money and indulge in corruption but do not do an iota of work which the former officials were doing." they say this, not with a view to criticise, but in all earnestness and that is the summum bonum of the opinion of the general public that these people eat but do not do any work. Therefore, we have to root out this corruption even by ruthless means because we have to evolve a kind of honesty and integrity among the officers. If the officers are not honest, nothing could be done. Ministers will evolve policy and if the policies of the Government are not properly implemented by their officers, the entire Governmental machinery will come to a standstill and the work of the public suffers. Therefore, anti-corruption measures must be implemented and whoever be found guilty must be punished.

In this connection I wish to submit to the House that the rules governing the properties of the officials must be implemented. It may be strange if I say that if the property regulations concerning the officers are not properly implemented, we may not be afraid about deficits. We can get more than 15 to 20 crores from the pockets of these officials. I do not mean any official in particular but if the Government looks into the matter and implement the property regulations, I think it can easily confiscate so much hoarded properties of these officials and get enough money for their administration. What I mean to say is that there should be proper check on the officers and with proper check corruption can be brought this down and greater work can be obtained.

In a certain paragraph of the budget I find that the Government is intending to open a paper mill. When they had a paper mill already they transferred it to some people on the ground of inability to run it, where does the necessity arise now to open another paper mill. I am unable to understand this contradiction in the budget.

Another feature I find in the budget is the allotment made to the Harijans. As a matter of fact, the Harijans are nearly 34 lakhs of people. But what is the provision kept for them? 10 lakhs . At what percentage does this work out ? When this is the attitude shown to the Harijans, the down trodden classes of the country, by the Government, one could easily conceive what is the deficiency in the budget and whether the budget as framed would inspire in the common man any confidence about his amelioration. In Madras before it was undivided, it allotted about 104 lakhs for the Harijan welfare and even now I see in the present budget of the divided Madras State the same amount being allotted. Even the Andhra State which has recently come into being also set apart a separate fund for the Harijan welfare, nearly 50 lakhs of rupees. Cannot we do that much in our State ? When the Razakar Governmnt whom we replaced could gove one crore of rupees, how is it that our own democratic and popular Government could not allot a better provision in the budget for the down trodden people.

Another thing I wish to point out is.............

Mr. Deputy Speaker : Time is over.

Shri K. R. Veeraswamy : I shall finish in a minute or two. 6.86 lakhs has been provided to the Harijans under the

Social Service Department. That department has not got any workt o do except this work. The money is merely spent on the administration and all the money is being spent on the officials. There is no other provision left for them. Last year some amount was provided for the Social Sevrice Department; but I have to say with consternation that scandals have taken place in that department. I request the hon. Finance Minister to institute a commission of enquiry into the department and see how the amount allotted has been spent. When the amount has been set apart, as we are told, for sinking wells and acquiring house-sites and constructing houses for the harijans, I have to say that hardly few wells have been dug, few houses constructed and few house-sites acquired. We do not know how this amount of 6.86 lakhs has been spent. When the Backward Classes Commission visited Hyderabad, I have submitted a report about the state of affairs obtaining in the Social Service Department before that Commission.

Another point I wish to submit is about the leakages in the Excise Department. In 1952 there were somewhere about 83 lakhs fall in the excise revenue and this year somewhere about 93 lakhs of rupees. Some people may say that this is due to the felling of Sendhi and other trees year by year. As a matter of fact I would say that the reasons for the declining revenue under excise is not that Sendhi trees are felled, but because the amount is simply being eaten away by most of the lower officers in the Excise Department. The hon. Finance Minister will do well to institute a commission to enquire into this matter also to find out how far there is a deficiency or fall in the excise duties and the reasons for it.

I will now deal with the Community Projects. During the course of 3 years, more than 50 to 60 lakhs of rupees have been spent. Overnight schemes are evolved and executed. It is really un-understandable how schemes are evolved in this fashion. If we go into this matter also, we will find that there are leakages taking place. Now, Hyderabad has been allotted 46 Blocks and in future we will be spending 322 lakhs of rupees in these Community Projects. Therefore, the Government has to be very cautious in spending the amount and see that leakages do not occur and the amount is properly spent in the project areas and the common man is benefitted.

I have pointed out the various defects in the budget. The final conclusion I arrive at is that though the budget has been

presented with a spirit to do some service to the common man, that purpose does not appear to have been served because of the various defects contained in it. The budget cantains no good feature to inspire the common man.

శ్రీ పెండెం వాసుదేవ్ :

అధ్యక్షమహాశయా,

ఈ ౧౯౫౩—౫౪ సంవత్సరం ఆదాయం వ్యయ పట్టికను చూచిన తరువాత మంత్రులైతే నేమి, లేక ఈ ఆదాయ వ్యయ పట్టికను చూచి సంతృప్తి పడేవారందరు అంటున్నదేమంటే "ఈ వామపక్షాల వాళ్ళందరకు ఒకే అలవాటు, దీనిని జాగిర్దారీ బడ్జెటనో, జమీందారీ బడ్జెటనో లేక దేశాన్ని పూర్తిగా దివాళాస్థితికి తీసుకు వచ్చే బడ్జెటనో అనడం అలవాటై పోయిందని" అంటున్నారు. వాస్తవానికి ఇది ఎటువంటి ఆదాయ వ్యయ పట్టికో నిన్న యివ్వాళ ఇక్కడ యిస్తున్న ఉపన్యాసాలను వింటే సులభంగా తెలిసిపోతుంది. ఈ రెండుమూడు సంవత్సరాలనుంచి బడ్జెటును వామపక్షాలవారందరూ యిక్కడ ప్రతి తడవ విమర్శిస్తూ, ప్రతిసంవత్సరం దానిని వ్యతిరేకిస్తూ వచ్చారు. నిన్న ఇవ్వాళ్ళ యిక్కడచూస్తే ప్రభుత్వపక్షముయొక్క అంటే కాంగ్రెసుపార్టీ సభ్యులు నిన్న యివ్వాళ మాట్లాడిన వారిలో అధిక సంఖ్యాకులు ఈ ఆదాయ వ్యయ పట్టికను పూర్తిగా వ్యతిరేకించినవారు, కొందరు వారికి ఏఏభాగాలు అవకతవకలుగా కనబడ్డాయో ఆ శాఖలవరకు, అనగా ప్రజల జీవితానికి ఏవేవి అపాయకరంగా కనబడ్డాయో, అటువంటివాటిపై విమర్శించి ప్రబుత్వాన్ని ఖచ్చితంగా విమర్శించారు. అంటే ఈ రెండు సంవత్సరముల పరిపాలన తరువాత ఈ బూర్గుల రామకృష్ణారావుగారి ప్రభుత్వం చివరకు కాంగ్రెసు పక్షాన ఉన్న సభ్యులయొక్క విమర్శకు కూడా గురికావలసి వచ్చింది అన్నమాట. ఈ విధంగా ప్రభుత్వ పక్ష సభ్యుల విమర్శలకు గురికావడం చూస్తే, ఈ ఆదాయ వ్యయ పట్టిక ఎంత అధ్వాన్నంగా వున్నదీ తెలిసిపోతుంది. అది ప్రజలయొక్క సమస్యలను ఏమాత్రం పరిష్కరించ లేకుండా రాను రాను ఆర్థిక పరిస్థితులు దిగజారిపోయి, నిజాంకాలంలోని పరిపాలన పరిస్థితుల లోకి దేశాన్ని తీసుకురావడం జరుగుతోంది. హైదరాబాదు సంస్థానానికి గత అయిదు, పది సంవత్సరాలలో ఎంతో చరిత్ర వున్నది. ఎన్నో మార్పులు వచ్చాయి. ఈ ప్రభుత్వానికి ముందు ఒక ప్రభుత్వముండేది. దానికి ముందు మిలిటరీ ప్రభుత్వముండేది. దానికన్నా ముందు రజాకార్ల ప్రభుత్వముండేది. ఈ విధంగా ఒకదాని తరువాత మరొకటి ప్రభుత్వాలు మారుతూ రావడం మనం చూస్తూ వచ్చాం. అయితే ప్రజా ప్రభుత్వమని చెప్పుకొనే యీ కాంగ్రెసు ప్రభుత్వం యిదివరకు ప్రభుత్వాలకన్నా, చాలా మంచిదని, మెరుగైనదని, అంటున్నారు. అధిక సంఖ్యాకులైన ప్రజలచే ఎన్నుకొనబడి పరిపాలన చేస్తున్నారనేది కొంతవరకు వాస్తవమే. కాని ఆ నాటి చరిత్ర ఈ నాటి చరిత్ర పోల్చి చూస్తే, అనగా ప్రజలయొక్క సమస్యలు—రాజకీయమైనవిగాని, సాంఘికంగా గాని, ఆర్థికమైన సమస్యలు గాని ప్రజలయొక్క ఆ నాటి చరిత్ర, యీనాటి చరిత్ర పోల్చి చూసి, ఏమైనా మార్పు వచ్చిందా అనే విషయం ఈ ఆదాయ వ్యయ పట్టికలను చూస్తే తెలిపోతుంది. ఒక ఉదహారణ చెబుతాను. బ్రిటిషు సామ్రాజ్య వాదుల చెప్పుచేతుల్లో తర్ఫీదు పొందీ జమీందార్ల జాగిర్దార్ల పరిపాలనకు అండగా వుండి, ప్రజల సమస్యలకు దూరముగా [illegible] వారి నిరంకుశత్వాన్ని సాగించుకొనేందుకు తయారుచేసుకొన్న కీలుబొమ్మలు, ఎంత విపరీతంగా

లయినటువంటి ఉన్నతోద్యోగులే యీ నాడుకూడా బడ్జెటును తయారు చేస్తున్నారు. ప్రజా ప్రభుత్వమని పేరు పెట్టుకొని కాంగ్రెసు ప్రభుత్వం వచ్చింది. కాని ఆ నాడు నిజాంకాలంలో వున్న శెక్రెటరీలే ఈ నాటి ప్రభుత్వ పరిపాలనలోనూ వున్నారు. వారు ప్రజల సమస్యలకు దూరముగా వుంటూ, ప్రజలతో ఏలాంటి సంబంధం లేకుండా, ప్రజలను అణగద్రొక్కగల సూత్రాలు, సూక్తులు యిచ్చేవారే యీనాడు కూడా వున్నారు. మనకు ప్రజాప్రభుత్వం వచ్చిందని అనుకొంటున్నాము. కాని ఆ శెక్రెటేరియట్ స్టాఫ్‌లో ఎటువంటి మార్పులైనా తెచ్చారా అంటే ఏలాంటి మార్పులు తేలేదు. కాబట్టి ఆ నాటి వారియొక్క సూత్రాలు సూచనలు తీసుకొని ఈ ఆదాయవ్యయ పట్టికను తయారు చేయడం వలన ప్రజల సమస్యలను పరిష్కరించ లేకపోవడం జరుగుతోంది. కాబట్టి అటువంటి ఉన్నతోద్యోగులు తయారు చేసి నటువంటి బడ్జెటు ప్రజలయొక్క సమస్యలను ఏ విధముగా తీర్చగలదో మంత్రులే సెలవివ్వాలి. అంటే వాళ్లను తీసివేయాలనే సమస్య కాదు. మనము కూడా రాను రాను రాజకీయ జీవిత మునకు అలవాటై, ప్రజలలో మార్పులను దృష్టిలో పెట్టుకొని నడిచేందుకు ప్రయత్నము చేస్తున్నాము. కాబట్టి శెక్రెటేరియట్ ఉద్యోగులకు కూడా ప్రజల సమస్యలతో సన్నిహిత సంబంధం వుండాలి. ఏ విధముగా ప్రజల సమస్యలను పరిష్కరించడమనేది ఆలోచించాలి. మీలో ఏవైతే జాతీయ భావాలున్నవో, వారిలోకూడా ఆ భావాలను కలుగ జేయాలి. ప్రజల ఆర్థిక సమస్యలను పరిష్కరించేందుకు ముందుకు రావాలని వాళ్లలో చైతన్యం కల్గించ గలిగారా? నెలకు మూడువేల రూపాయల జీతములో, దేశము తలక్రిందులైనా ఒక రాగి దుడ్డు అయినా తక్కువ తీసుకోరు. యివ్వాళ ప్రభుత్వం కూలితేనేమి ? ప్రజలు నాశనమై భగ్గున మండితే వారికేమి ? వారికి ప్రజలతో సంబంధం లేదు. ప్రజల సమస్యలతోనూ సంబంధం లేదు. నెలకు వేతనం మూడువేలూ తీసుకుంటారు. అటువంటవారిలో జాతీయభావములు కల్గించడానికి మీరేమైనా ప్రయత్నము చేశారా ? ఆ నాటి జాగీర్దారీ ప్రభుత్వంలో వుండే టటువంటి సలహాదార్లను ఈ నాడుకూడా వుంచుకొని ప్రజా బడ్జెటు, ప్రజల సమస్యలు తీర్చగల బడ్జెటును తయారు చేయడమనేది లజ్జాకరమైన విషయం.

شری رام راؤ اورگاؤنکر (گیورائی) مسٹر اسپیکر سر- کیا یہاں اخبار پڑھنے کی اجازت ہے -

مسٹر ڈپٹی اسپیکر - یہاں کسی کو اخبار پڑھنے کی اجازت نہیں ہے -

శ్రీ పెండెం వాసుదేవ్ : దానితరువాత యిక్కడ యింకొక విషయం చూస్తున్నాము. కాంగ్రెసు పక్షంలో బ్రహ్మాండమైన రాజకీయ సంక్షోభం బయలు దేరింది. వాళ్లలో చీలికలు వచ్చాయి. గిట్టనివారు, స్వార్థపరులు ఏమంటున్నారంటే ఏదో పదవులకు ఆశించి చీలికలు తెచ్చారని, ఏదో తోచిన ముక్కలు అనివేయడం జరుగుతోంది. అదికాదు. వాస్తవానికి ఆ దేశభక్తులు దేశములోని సమస్యలను అర్థము చేసుకొని ఒక అడుగు ముందుకు వేయడం జరుగు తోంది. వారు ఆ విధంగా అధికారమును చేతుల్లో పెట్టుకొని యిష్టము వచ్చినట్లు ప్రవర్తించ కుండా, ఒక అడుగు ముందుకు వేస్తూంటే క్రమశిక్షణ చర్య పేరుపెట్టి, ఏదో బెదిరింపుల చేత వత్తిడి తీసుకు వచ్చి వాళ్ల నోటికి తాళంవేయ ప్రయత్నించడం సహించరాని విషయం. కాంగ్రెసు లోని దేశభక్తులు ముందుకు రావడం జరుగుతోంది. కాంగ్రెసు ప్రభుత్వము దిన దినమూ

ప్రజలచేత, చివరకు అటువైపున వున్న గౌరవ సభ్యులచేత కూడా ఏ విధంగా అసహ్యించుకొన బడుతోందో చూస్తే, యీ బడ్జెటుయొక్క పనికిరాని స్వరూపానికి అదొక నిదర్శనముగా భావిస్తున్నాను. ప్రతి సంవత్సరము ఈ ఆదాయవ్యయపట్టిక ఒక లావాంటి పుస్తకం యివ్వడం జరుగుతోంది. ఈ సంవత్సరం కూడా యిచ్చారు. దీనితో మూడు పుస్తకాలు ముట్టాయి. ఈ మూడు సంవత్సరముల నుంచి యివ్వబడ్డ పుస్తకాలను చూస్తే ప్రతి సంవత్సరము, పోలీసు శాఖ విషయంలో కొంత డబ్బు కేటాయించడం, ఆరోగ్యశాఖ విషయంలో కొంత కేటాయించడం వ్యవసాయశాఖ విషయంలో కొంత కేటాయించడం, విద్యాశాఖ విషయంలో కొంత కేటాయించడం, జరుగుతోంది..................

శ్రీమతి సంగం లక్ష్మీబాయి: విద్యాశాఖలో పెరిగింది.

శ్రీ పెండెం వాసుదేవ్: ఆఁ మీరు రాబట్టే—దాని తరువాత సంవత్సరం కొసవరకు విద్యాశాఖనుంచి కొంత, ఆరోగ్యశాఖనుంచి కొంత, పరిశ్రమాభివృద్ధి శాఖనుంచి కొంత డబ్బు మిగల్చటం జరుగుతోంది. బయట ప్రపంచానికి మాత్రం పోలీసు ఖర్చు తగ్గిస్తున్నామని చెబుతున్నారు. ఇప్పుడే విద్యాశాఖ ఉప మంత్రిణిగారు విద్యాశాఖకు ఎక్కువ చేశామని సెల విస్తున్నారు. ఇవ్వాళ దానిలో ౧౦ ఎక్కువ చూపించి, రేపు అందులోనుంచి ౭ మాత్రమే ఖర్చు పెడతారు. ఎందుచేతనంటే ఈ రెండు సంవత్సరముల అనుభవములో మేము చూశాము. గత ౫౧—౫౨,౫౨—౫౩ సంవత్సరాల్లో చేసినదేమంటే, వివిధ శాఖలలో డబ్బును చూపించి తరువాత ఆ డబ్బును మిగిల్చి పోలీసుకు ఉపయోగించారు. గత రెండు సంవత్సరములలో అదే విధముగా చేశారు. వాటి లెఖలు మీముందు చూపెడితే అనగా ఏఏ శాఖలలో ఎంతెంత ముందు ఈ శాసన సభలో చూపించి, తరువాత ఆ డబ్బును మిగిల్చి చివరకు పోలీసు శాఖలో ఏ విధంగా అదనంగా ఖర్చు పెడుతున్నారో చూస్తే అర్థమౌతుంది. ౧౯౫౧—౫౨ సం. లో పోలీసు శాఖ అంచనా రు. ౫,౬౪,౫౯,౦౦౦ చూపించి రు. ౫,౯౨,౮౯,౫౬౨ మాత్రం ఖర్చు పెట్టారు. అనగా అదనంగా రు. ౨౮,౩౦,౫౬౨. దీని తరువాత సప్లిమెంటరీ బడ్జెటు రూపంలో మనముందు పెడతారు. కొన్ని ప్రత్యేక అవసరాలు కలిగాయని, లేదా ప్రత్యేక పరిస్థితు లేర్పడ్డాయని, ఏదో తలక్రిందులయ్యే పరిస్థితులు వచ్చాయని అప్పుడు చెబుతారు. కార్మికులు సమ్మెలు చేశారనో విద్యార్థుల ఊరేగింపుల మీద కాల్పులు కాల్చడానికి పోలీసు రాకపోక ఖర్చులు, ఇతర ఖర్చులు తలవని తలంపు ఖర్చులు ఈ విధంగా చెప్పి రు. ౨౮,౩౦,౫౬౨ లు ౧౯౫౧—౫౨ సంవత్సరం చివరకు అదనంగా ఖర్చుపెట్టారు. ఈ అదనపు ఖర్చు మిగతా అన్ని శాఖలలోనూ ఎందుకు లేదు? కేవలం పోలీసు శాఖలోనే ఎందుకు జరగాలి? ఇంకా విద్యా శాఖలో ఏ విధంగా మిగిల్చారో ఆరోగ్య శాఖలో ఏ విధంగా మిగిల్చారో చూపెట్టెదను. ౧౯౫౧—౫౨ సంవత్సరంలో విద్యా శాఖలో ౮,౯౦,౦౦,౦౦౦ లు కేటాయించారు. నికరంగా ఖర్చు రు. ౮,౧౯,౨౭,౬౬౭ అనగా ౭౦,౭౨,౩౩౩ లు మిగిల్చారు. విద్యాశాఖలో పెంచామని యిప్పుడే విద్యాశాఖ ఉప మంత్రిణిగారు సెలవిచ్చారు. పెంచినమాట నిజమే. కాని ఆ డబ్బు అంతా ఖర్చు పెట్టకుండా కొంత మిగు లుస్తున్నారు. అదే విధంగా ఆరోగ్యశాఖ విషయంలో చూస్తే ౧౯౫౧—౫౨ అంచనా ౧,౧౪, ౦౦,౦౦౦ అయితే నికరంగా రు. ౯౧,౨౨,౮౬౧ ఖర్చు పెట్టి రు. ౨౨,౭౭,౫౩౯ మిగిల్చారు. ఇదే విధంగా ౫౨—౫౩ లో పోలీసు శాఖమీద రు. ౨౯,౩౭,౫౮౯ అదనంగా ఖర్చు పెట్టారు. ౫౨—౫౩ లో విద్యాశాఖలో ౧౨,౭౫,౩౩౬ మిగిల్చారు. ఆరోగ్య శాఖలో రు. ౭,౮౫,౧౭౫

మిగిల్చారు. ౫౩-౫౪ లో విద్యా శాఖలో ౧౦,౭౬,౦౦౦ మిగిల్చారు. ఆరోగ్య శాఖలో రు. ౧,౫౪,౦౦౦ లు మిగిల్చారు. ఈ విధంగాఅంకెలు తలక్రిందులు చేసి ఎందుకు చూపించారు? ఈ విధంగా ఈ రెండు సంవత్సరములలో చూస్తే మీయొక్క తప్పుడు తడికెల స్వరూపాన్ని ఎవరు గుర్తించలేని సమస్య కాదు. మొదట కల్లిచొల్లి మాటలు చెప్పి ఏదో విధంగా బడ్జెటును మంజూరు చేయించుకోవడం, చివరకు దానిని ఆ విధంగా ఖర్చు పెట్టక డబ్బును మిగిల్చి తమ పీఠాన్ని అన్ని విధాల కాపాడుకొనేందుకు తమను అన్ని విధాల రక్షించుకొనేందుకు పోలీసు మీద ఖర్చు చేస్తున్నారు. నిన్న ఒక గౌరవ సభ్యుడు మాట్లాడుతూ పోలీసు మీద ఖర్చు తగ్గిందని చెప్పారు. ఎంతవరకు పోలీసు శాఖను తగ్గించారో అది కూడా ఈ శాసన సభలో అంకెలు యిచ్చి చూపించ దలచు కొన్నాను. ఇది ఒక ప్రశ్నకు సమాధానముగా మంత్రిగారు యిచ్చిన కాపీ ;—

౧౯౪౮-౪౯ అంటే పోలీసు యాక్షను అయిన కాలము :—

పోలీసు కానిస్టేబుల్సు	...	౩౨,౨౨౪
ఐ. జీ. పి.	... ...	౧
డి. ఐ. జీ. లు	... ...	౧౩
డి. యస్. పి. లు	... ...	౪౦
డి. ప్రై. యస్. పి. లు	...	౭౨
సర్కిల్ ఇనస్పెక్టర్సు	...	౩౨౬
సబ్ ఇన్స్పెక్టర్సు	... ...	౧౦౨౦
హెడ్ కానిస్టేబుల్సు	...	౩౮౨౦

ఆ రోజుల్లో పరిస్థితులు చాలా తలక్రిందులుగా వుండి, అదుపులోనికి తేవడానికి ఆ విధంగా పెంచారు. ౧౯౪౯-౫౦ లో ఏమీ తగ్గలేదు. అదే విధంగా వున్నది. ఈ ప్రభుత్వం వచ్చిన తరువాత కూడా వారికేమీ లోపం చేయలేదు. ౧౯౫౦-౫౧ లో

పోలీసు కానిస్టేబుల్సు	... ...	౨౬,౯౮౨ వరకువచ్చారు.
సబ్ ఇన్స్పెక్టర్సు	... ...	౯౮౫
హెడ్ కానిస్టేబుల్సు	...	౪౧౯౩
సర్కిల్ ఇన్స్పెక్టర్సు	...	౨౭౪
౧౯౫౧-౫౨ లో పోలీసు కానిస్టేబుల్సు	... ...	౩౩,౨౯౪
హెడ్ కానిస్టేబుల్సు	...	౫,౨౨౪

సబ్ ఇన్స్పెక్టర్సు ౧,౧౭౭ సర్కిల్ ఇన్స్పెక్టర్సు ౩౭౫, డి. ప్రై. యస్. పి. లు ౮౪, డి. యస్. పి. ల్లు ౩౬.

౧౯౫౨-౫౩ లో పోలీసు కానిస్టేబుల్సు	... ...	౩౩,౨౮౨
హెడ్ కానిస్టేబుల్సు	...	౫,౨౧౦

సర్కిల్ ఇన్స్పెక్టర్సు తగ్గ లేదు. ఈ విధంగా అంకెలుంటే పోలీసును తగ్గించామని పచ్చి అబద్ధాలు ఎందుకు చెబుతున్నారు?

పోలీసు యాక్షను తరువాత ఎన్నికలు వచ్చేవరకు పెట్టిన పోలీసు క్యాంపుల్నను, పోలీసు స్టేషన్ను గా మార్చి, ఆ పోలీసు కానిస్టేబుల్సును హైదరాబాదు స్టేటు పోలీసు సంఖ్యలలో చేర్చుకొని హైదరాబాదు పోలీసు శాఖవారని అనిపించి, వాటిని తగ్గించామని చెప్పడం జరుగుతోంది. ఈ విధముగా పోలీసు శాఖలో యింతవరదాకా తగ్గించకుండా గత మూడు సంవత్సరములనుంచి వుంటున్న 33 వేల కానిస్టేబుల్సును అదే విధంగా వుంచారు. ఆ విధంగా పోలీసు బలగాన్ని పోషిస్తూ వారి అండతో ప్రభుత్వాన్ని నిలబెట్టుకొనేందుకు ప్రయత్నం చేయడం జరుగుతోంది. ఆ విధముగా పరిస్థితులుండటం చేత దీనిని పోలీసు బడ్జెటు అని అంటే ఏదో వామపక్షాలవారు ఈ విధంగా ఆనడం అలవాటని ముఖం చాటు పెట్టుకుంటే కాదు. మీ కాంగ్రెసు పక్షంలో వచ్చిన చీలకలను గూడా మీరు గుర్తించలేకుండా పోతున్నారు. మీలో పతన సమస్య కాదు. దినక్రమేణ ప్రజల సమస్యలను మీరు తీర్చలేక పోతున్నారన్నమాట. ప్రజల ఆర్థిక దుస్థితిని, యితర యిబ్బందులను పరిష్కరించకుండా, ఏవో కుట్రలున్నవని రాజకీయ అధికారమును నిలబెట్టుకొనేందుకు ప్రయత్నం చేస్తున్నారని మనవి చేస్తున్నాను.

شری ورکانتم گو پال ریڈی-مسٹر اسپیکر سر- بہت انتظار کے بعد مجھے موقع ملا ہے اور اسکے ساتھ ساتھ مجھ پر قیود بھی عائد کئے گئے ہیں -

Mr. Deputy Speaker : No Comments on giving chances for speaking.

شری ورکانتم گو پال ریڈی-بجٹ کے سلسلہ میں آنریبل ممبرس نے مختلف خیالات کا اپنے اپنے طرز پر اظہار کیا ہے مجھے اون سب باتوں کے بارے میں کہنا نہیں ہے - میں کوئی ماہر فینانس نہیں ہوں جو بجٹ کے سلسلہ میں اپنے ماہرانہ خیالات کا اظہار کرسکوں - لیکن ایک معمولی ناگرک (नागरीक) کی حیثیت سے اپنے چند خیالات آپکے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں - ہر بجٹ میں آمدنی کے تین ذرائع ہوسکتے ہیں - ایک تو ٹیکسس کے ذریعہ دوسرے بچت کے ذریعہ اور تیسرے امداد یا ایڈس (Aids) کے طور پر- ان ہی تین مدات کے ذریعہ آمدنی کو پر کیا جاسکتا ہے - ہمیں اسپر غور کرنا چاہئے کہ ہمارے ہاں ٹیکسس میں اضافہ ہوا ہے یا نہیں - میں سمجھتا ہوں کہ ابتک جو ٹیکسس اس عوامی حکومت کے قیام کے بعد اور اوس سے پہلے سے عائد ہیں وہ خود اسقدر زیادہ ہیں کہ اب ہم اس سے زیادہ عائد نہیں کرسکتے - اور اگر عائد کئے جائیں تو وہ عوام کے لئے ناقابل قبول ہونگے - اسلئے مزید ٹیکسس کے اضافے کا سوال پیدا نہیں ہوتا - اب رہا بچت کا سوال - تو اسکے متعلق میں عرض کرونگا کہ ہم جیسے آنریبل ممبرس جنہیں دو سو روپیہ سے زیادہ الونس ملتا ہے اور اسکے علاوہ ڈیلی الونس بھی ملتا ہے لیکن ہم اپنے اخراجات سے بچت نہیں کرسکتے اس سے عوام کے حالات کا اندازہ ہوسکتا ہے - عوام بچت کی خاطر کچھ جمع نہیں کرسکتے - اب رہی امداد تو سنٹرل گورنمنٹ سے ہی ہمیں امداد ملتی ہے - اور باہر کی حکومتوں سے امداد کے بارے میں میں کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ وہ سنٹرل سبجکٹ (Central Subject) ہے - بعض آنریبل ممبرس نے اسبارے میں

بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا ھے لیکن میں اس بارے میں کچھ کہنا مناسب نہیں سمجھتا ۔ ھمکو جو امداد ملتی ھے وہ سنٹرل گورنمنٹ ھی سے ملتی ھے ۔ اسکا طریقہ یہ ھے کہ رزروبنک (Reserve Bank) سے ھمارے منصوبوں کو روبعمل لانے کے لئے رقم مہیا کی جاتی ھے ۔ اس طریقہ سے ھمارے بجٹ میں جو چیزیں رکھی گئی ھیں ان آمدنیوں کو پیش نظر رکھکر اخراجات کے مدات کو معین کیا گیا ھے ۔ بعض آنریبل ممبرس نے حکومت کے ڈیفیسیٹ بجٹ (Deficit Budget) کو حکومت کا دیوالیہ پن ظاھر کیا ھے ۔ کل بھی بعض آنریبل ممبرس نے نہایت شدو مد سے اپنے خیالات کا اظہار کیا ۔ میں کہونگا کہ یہ کوئی خصوصی بات نہیں ھے ۔ صرف حیدرآباد اسٹیٹ کا ھی بجٹ ڈیفیسیٹ نہیں ھے بلکہ دوسرے صوبجات میں بھی ڈیفیسیٹ بجٹ پیش کیا جاتا ھے ۔ سنٹرل گورنمنٹ میں بھی ڈیفیسیٹ بجٹ پیش کیا گیا ھے ۔ یہ کوئی معیوب بات نہیں ھے ۔ میں اون ممبروں کو یاد دلانا چاھتا ھوں کہ رشیا کا بجٹ بھی ڈیفیسیٹ ھوا کرتا ھے ۔ اسلئے میں کہونگا کہ بجٹ ڈیفیسیٹ ھوتو یہ نہیں کہا جاسکتا کہ حکومت کا دیوالیہ بجٹ ھے ۔ یوروپین کنٹریز (European countries) میں بھی سرمایہ دارانہ بجٹ ڈیفیسیٹ ھوا کرتا ھے ۔ کہا گیا کہ اس ڈیفیسیٹ بجٹ سے کیا تبدیلیاں ھوسکتی ھیں ۔ بعض آنریبل ممبرس کو شکوک ھیں کہ قیمتیں بڑھ جائینگی ۔ لیکن یہ خیال صحیح نہیں ھے ۔ گذشتہ سال دیگر صوبجات میں بھی ڈیفیسیٹ بجٹ پیش کیا گیا ھے ۔ اسکا اصول یہ ھے کہ ھمارے مقررہ اخراجات میں جو اڈمنسٹریشن چلانے کے لئے ضروری ھیں ردو بدل نہیں کیا جاتا ھے ۔ اسلئے ھمیں کسی قسم کا خوف کرنے کی ضرورت نہیں ھے ۔ ھمارے ھاں جو اخراجات منصوبہ بندی کے لئے یا فائیوا یر پلان کے لئے یا نیشنل ولفیر اسٹیٹ کے لئے یا پراجکٹ بنانے کے لئے عائد ھو رھے ھیں وہ عوام ھی کی فلاح و بہبود کے لئے خرچ کئے جا رھے ھیں کسی اور کے لئے خرچ نہیں کئے جا رھے ھیں ۔ یہ پیسہ غریبوں کے لئے ھی خرچ کیا جا رھا ھے ۔ جب یہ پیسہ غریبوں کے ھاتھ میں جاتا ھے تو وہ رول ھوکر پھر حکومت کے پاس آتا ھے ۔ اسلئے میں عرض کرونگا کہ ڈیفیسیٹ بجٹ رکھنے سے کوئی نقصان نہیں ھے ۔ میں اس مسئلہ پر اس سے زیادہ کہنا نہیں چاھتا ۔ اب میں دوسری طرف آپکا دھیان اکرشت (आकर्षित) کرنا چاھتا ھوں ۔ ابھی ھمارے پاس حال میں ڈی کنٹرول (Decontrol) کیا گیا ھے ۔ ڈی کنٹرول کے لئے ایک زمانے سے یہاں کے عوام متمنی تھے ۔

[Mr. Speaker in the Chair].

کنٹرول کو ایک بلا سمجھ رھے تھے ۔ یہ سمجھ رھے تھے کہ ھم پر ایک بھوت سوار ھوگیا ھے ۔ یہ خیال تھا کہ عوام پر کنٹرول کے نام سے ایک بہت بڑا اتیا چار (अत्याचार) کیا جا رھا ھے ۔ میں ھی نہیں بلکہ دوسرے ممبروں نے بھی اس قسم کے خیال کا اظہار کیا ھے ۔ میں اسکی صراحت کی ضرورت نہیں سمجھتا کہ ڈی کنٹرول کی وجہ سے قیمتیں گر رھی ھیں ۔ کسانوں کی قوت خرید گرنے نہ پائے یہ سوال بھی غور طلب ھے ۔

میں نے اس مسئلہ کا خاص طور پر ذکر اس لئے کیا ھے کہ آنریبل فینانس منسٹر اور خاص طور پر آنریبل فوڈ منسٹر جو اس بارے میں قیمتیں کنٹرول کرنے والے ھیں ان کا دھیان اس جانب آکرشت کراؤں - اس میں شک نہیں کہ گورنمنٹ بڑی جرأت کے ساتھ عوامی بہبودی کے کام انجام دے رھی ھے - اس کے لئیے میں حکومت کو مبارک باد دینا چاھتا ھوں - لیکن میں یہ کہوں گا کہ کنٹرول برخاست ھونے کی وجہ سے قیمتیں نہ گرنے کے لئے احتیاطی تدابیر اختیار کی جائیں جو کسان اپنی پیداوار مارکٹ میں لاتے ھیں تو ان کو ساھوکار خرید لیتے ھیں - وھاں گری ھوئی قیمت سے لیتے ھیں لیکن جب کسان اپنی ضرورت سے وھی مال خریدنے جاتا ھے تو قیمتیں بڑھی چڑھی ھوتی ھیں - اس سے کسان کو جو فائدہ ھونا چاھیئے نہیں ھوتا - اسی وجہ سے کسان کے قرض کا بوجھ اترنے نہیں پاتا - اس لئے میں ادباً گذارش کروں گا کہ مارکٹ پر کنٹرول ھونا چاھیئے - ھماری گورنمنٹ کی درشٹی کسانوں کی ھمدردی میں نہیں ھے اس کا بین ثبوت نظام ساگر شوگر ورکرس کے مطالبات ھیں -

مسٹر اسپیکر - اب ساڑھے چھہ بج چکے ھیں - میں نے آنریبل فینانس منسٹر کی اسپیچ کے لئیے ساڑھے چھ کا وقت دیا تھا -

شری ورکانتم گوپال ریڈی - میں صرف دس منٹ میں اپنی تقریر ختم کئیے دیتا ھوں -

مسٹر اسپیکر - یہ نہیں ھوسکتا - جنرل ڈسکشن کے لئیے صرف تین دن دئے جاچکے ھیں - گورنمنٹ کو بھی جواب کا موقعہ ملنا چاھیئے -

شری ورکانتم گوپال ریڈی - میں صرف دومنٹ میں ختم کئے دیتا ھوں -

رعایا پر جو ۳٦۰۰ کی قید عائد کی گئی ھے اس سلسلے میں معاشی مساوات کو ملحوظ رکھنا چاھیئے - اور ملازمین کی تنخواھوں اور پیشہ وروں اور فیکٹری اونرس پر بھی اسکو قائم کرنے کی ضرورت ھے -

دیہات کے لوگوں کے لئے بندوبست اولی کے وقت گاؤتھان کی زمینات چھوڑی گئی تھیں - لیکن وھاں آبادی میں کافی اضافہ ھونے کے باوجود اس میں اضافہ نہیں کیاجاتا - حیدرآباد شہر میں ھزاروں ایکر زمین کا اضافہ کیا جاتا ھے - لیکن دیہاتوں میں گاؤتھان کا علاقہ اضافہ نہیں کیاجاتا میں ونتی کروں گا کہ اس جانب توجہ دی جائے کیونکہ صحت عامہ کے نام پر ولیج پنچایت کمیٹیاں کھاد رکھنے پر اعتراض کرتی ھیں - اور آبادی سے باھر کھاد رکھنے کے لئے کہاجاتا ھے - وھاں اطراف میں دوسرے لوگوں کی زمینات ھوتی ھیں - اس قسم کی مجبوریات ھیں وہ یہ سوال کرتے ھیں کہ ھم کیا کریں - اس جانب حکومت کو توجہ دینی چاھیئے -

انڈسٹریل ٹرسٹ فنڈ کے ذریعہ شہروں میں رھنے والے مزدوروں کے لئیے تو کافی روپیہ صرف کرکے مکانات بنائے جاتے ھیں لیکن دیہات میں رھنے والے زرعی مزدوروں کے لئیے کوئی انتظام نہیں ھے - اس کی سخت ضرورت ھے - کو آپریٹیو سوسائیٹیز سسٹم کے ذریعہ یا کسی اور پلان کے ذریعہ اس کا انتظام کیا جانا چاھیئے تاکہ غریب مزدوروں اور زرعی مزدوروں کے لئیے کچھ انتظام ھوسکے - کیونکہ صرف زمینات کی [illegible]

کرکے رقبہ بڑھانے سے پیداوار میں اضافہ نہیں ہوسکتا ۔ بلکہ انڈسٹریز کو بھی ڈیولپ کرنے کی ضرورت ہے۔ میں یہ کہنے میں ہار نہیں سمجھتا کہ ہماری گورنمنٹ انڈسٹریز پالیسی کے چلانے میں ناکام رہی ہے اور میں یہ کہنے کے لئے تیار ہوں کہ ہماری حکومت کوئی جدید انڈسٹری بھی قائم نہ کرسکی ۔ ہمارا منچریال مانچسٹر گارڈن نہ بن سکا ہمارے پاس سورسس (Sources) ہیں ۔ لیکن اس پر سوچ بچار نہیں کیا جاتا ۔ جدید انڈسٹریز قائم ہونا توکجا پرانی انڈسٹریز بھی برابر نہیں چل رہی ہیں ۔ جس کی وجہ سے ہمیں اپنی انڈسٹریز کو برلا کے حوالے کرنا پڑا ہے ۔ ان کے حوالہ ہونے کے بعد جہاں ہم ڈیلی ۴۲ ٹن پیداوار نکالتے تھے وہیں وہ ۵۰ ٹن پیداوار نکال رہے ہیں ۔ میں بتلانا چاہتا ہوں کہ برلا خود یہاں آکر کام نہیں کرتے ہیں بلکہ وہ یہیں کے اکسپرٹس سے کام چلا رہے ہیں ۔ اس طریقہ سے وہ انڈسٹری اب اچھی طرح اکسپرٹس کے ذریعہ ہماری حکومت بھی ان انڈسٹریز کو چلا سکتی تھی ۔ جس سے ہمارے ملک کی آمدنی میں کافی اضافہ ہوتا اس سے بیروزگاری دور ہوتی ....

مسٹر اسپیکر ۔ آرڈر ۔ ارڈر ۔ کافی وقت ہوچکا ہے ۔ اب فینانس منسٹر کو موقع دیا جانا ہے ۔

شری رنگ راؤ دیشمکھ (گنگا کھیڑ) اسپیکر سر ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ۷ بجے تک ممبرس کو موقع دیا جاکر ۷ بجے سے فینانس منسٹر کو موقع دیا جائے تو ......

Mr. Speaker : Order, Order. The Finance Minister may give his reply now.

श्री. वि. के. कोरटकर :—स्पीकर सर, तीन दिन से बजट पर काफी शद्दोमद से बहस हो चुकी है । अिस बहस का आगाज करते हुअे विरोधी दलके नेताने अेक चीज सामने रखी थी कि बजट में हम जो चाहते हैं और जो बजट पेश हुआ है अुसमें अेक बुनियादी फर्क है। फर्क जरूर होगा जिसमें जरा भी शक नहीं। अगर फर्क न होता तो आप अेक तरफ और हम अेक तरफ बैठ नहीं सकते थे। मगर फर्क जो बतलाया गया है वह फर्क नहीं है।

विरोधी दल के नेता ने सभा के सामने यह रखा था कि आज हुकूमतोंके चलाने और समाज की रचना करने के विचारोंमें जो फर्क नजर आरहा है अुसमें मूलभूत दो चीजें हैं। अेक जागीरदाराना हुकूमत और दूसरी अव्वाम की हुकूमत । अुन्होंने कहा कि ये दो मूलभूत चीजें हैं और अिस दृष्टीसे देखा जाय तो जो बजट अुपस्थित किया गया है वह जागीरदाराना या जमीनदारी बजट है।

बजट को कोअी न कोअी नाम दियाही जाना चाहिये था । पिछले वर्ष जब आय-व्ययक [illegible] तो अुसको पुलिस-बजट के नाम से कहा गया और अिस वक्त के [illegible] का नाम दिया गया है । अगले जो बजट पेश होगा शायद [illegible] और अुसके अगले साल जो बजट पेश होगा, मैं नहीं [illegible] आहिस्ता आहिस्ता शायद आपके नाम की डिक्शनरी

Shri V. B. Raju. What it the interest they are paying.

V. K. Koratkar. They are paying I think, 1.25%

लेकिन यह लोन देने के बाद सव्वा फीसद सूद अुस पर मिलेगा। अिसके पहले जो कुछ रकम अुनके पास थी वह बिला सूद के थी। अिसके साथ साथ अेक छोटी सी चीज मैं अीवान के सामने रखना चाहता हूं कि स्टेट बैंक को जो पांच करोड का कर्जा दिया गया अुसके और भी वजूहात है । अेक यह है कि हम अिस रकम को गवर्नमेंट आफ अिंडिया के सामने साफ रख सकते है कि तुम्हारा जो कुछ लेना देना है अुसका तसफीया यहां से हो सकता है। दूसरी चीज यह है कि अिसके पहले स्टेट बैंक हैदराबाद गवर्नमेंट के बैंकर्स थे और नये अिन्तजामात में हैदराबाद गवर्नमेंट के बैंकर्स रिजर्व्ह बैंक हो गये है। अिसके बाद हैदराबाद गवर्नमेंट का जो कुछ भी डिपाजिट स्टेट बैंक के पास रहता था वह अब रिजर्व बैंक में चला जाता है। अिसकी वजह से हैदराबाद स्टेट बैंक को अपने रोजमर्रा के कारोबार चलाने में और दूसरी चीजों में जो हमारा डिपाजिट वहां रहता था वह अब न रहने से दिक्कत महसूस हो रही है। सहल तरीके पर अुनका कारोबार अब नही चल सकता और हमारे दूसरे भी वादे स्टेट बैंक से थे। तथा हैदराबाद गवर्नमेंट के कारोबार में जो अेग्रीकल्चरल लोन्स दिये गये वे अिस बैंक की तरफ से हैदराबाद गवर्नमेंट के कहने पर दिये गये है। अिन सब चीजों की सहूलियत देने के शब्दकोष खतम हो जायगा।

मेरी समझ में नही आता कि अिस बजट को जागीरदारी बजट या जिस सिस्टम पर हम आज चल रहे है अुसको जागीरदारी सिस्टम क्यों कहा जा रहा है। जागीरदारी सिस्टम अेक सिस्टम है जिसको शायद अंग्रेजी में आलीगेर्की (aligarchy) कहते हैं या पयुडेलिस्ट सिस्टम कहते है वह अेक जमाने में था। लेकिन यह पयूडेलिस्ट सिस्टम हैदराबाद से ही नही बल्कि दुनिया से बहूत जमाने से खतम हो चुका है। यह राज्यपध्दति अुस समाज में या सोसायटी में रहती है जिसमें कुछ विशिष्ठ लोग अपने जन्मसिध्द अधिकारो के आधार पर सारे राज्य के अधिकारसूत्रोंको अपने हाथ में रखते हैं। दो तीन या चार सौ साल पहले यह पध्दति दुनिया में थी। लेकिन जैसे जैसे दुनिया मे अिंडस्ट्रीज बढती चली गअी वैसे वैसे यह सिस्टम बदलते बदलते अब बिल्कुल अेक दुसरा सिस्टम आ गअी है। हैदराबाद में अगर आप देखें ती मेरी समझ में नहीं आता कि कौन से जागीदार और कौनसे पयुडेलिस्टिक पार्वस है जिन्होने सारे अधिकारसूत्रों को अपने हाथ में रखा हूआ है। कहीं अैसी चीज नजर नहीं आती। चुनाचे अिसके खिलाफ ही आज जो सिस्टम है अुसमें जागीरदारी को खतम किया गया है। जमीनदारी खतम करने के लिये दूसरे कानून बनाये गये हैं अिन सब चीजों के होते हुअे यह कहना कि यह अेक जागीरदारी सिस्टम का बजट है यह अैसी बात है जिसको कोअी समझ नही सकता। सिर्फ अिसलिये कि अेकाध करोड रुपया जागीरदारों को जिनकी जागीरदारिया छीन लीगअी है अुनको मुअवाजे के तौर पर देने के लिये अिस बजट में रखा गया तो यह बजट जागीरदाराना बजट हो गया तो यह बडा मुशकिल मालूम होता है। अिस बजट मे ५ करोड रुपये शिक्षा के लिये रखे गये हैं। फिर आप क्यों नहीं कहते कि यह अेजूकेशन बजट है। असमें ३ करोड रूपये तुंगभद्रा प्रोजेक्ट के लिये रखें गये है तो आप क्यों नहीं कहते कि चलो भाओं, अिस साल के बजट को हम तुंगभद्रा का बजट ही कह दें! अेकाध करोड रुपया किसी चीज के लिये रखा गया है अिसलिये अिस बजट को वह नाम नही दिया जा सकता जिसका अुसमें नाम नहीं है। यह बजट बिल्कुल अेक सीधे साधे आदमी जिसको कॉमन मॅन

(Common man)कहा जाता है असका बजट है। मामूली आदमी अपने सामने जमा खर्च रखता है, वह देखता है कि मेरे पास साल भर के लिये कितना रुपया है, कितना आयेगा कितना जायेगा और जो आवश्यकताअें हैं अुनके लये किस तरह से मैं खर्च करूंगा। असी तरह का यह बजट हैं।

विरोधी पक्ष जिस तरह से कहते हैं कि अिसमें बुनियादी फर्क है, अिसमें मुझे जरा भी शक नही कि अिसमें बुनियादी फर्क है। फर्क जरुर है। और अिस बात को सब लोग जानते हैं। अपोजीशन के लोग और हम जानते ह कि यह जो फर्क हैं वह अिस वक्त दुनिया में जो दो सिस्टम्स फैले हुअें हैं। अुनकी वजह से है। अेक डेमाक्रसी और दुसरी कम्युनिजम। डेमाक्रसी के बहुत से स्वरूप हैं। कम्युनिजम के भी बहुत से स्वरूप हैं। आप जानते होंगे कि चायना का कम्युमिजम वह नही समझा जाता जो रशिया का समझा जाता है और रशिया का कम्युनिजम वह नहीं समझा जाता जो युगोस्लाविया का समझा जाता है। अिसी तरह से डेमॉक्रसी में भी बहुत से फर्क हैं। आज अिंग्लेंड में डेमाक्रसी अलग है, यूनायटेड स्टेटस में अलग है और अुसी तरह से हमारे डेमाक्रसी के सिद्घांत दुसरों से अलग है। लेकिन कम्युनिजम और डेमाक्रसी में बुनियादी फर्क जरुर है। डेमाक्रसी में अिन्डीव्हीज्युअल लिबरटी: व्यक्ति स्वातंत्र्य की अिज्जत की जाती है और कम्युनिजम में अिन्डीव्हीज्युअल लिबरटी को पूरी तरह दबाया जाता है। यह बुनियादी अुसूल है जिसकेअूपर दुनिया की दो शक्तियों में अिस वक्त फर्क है और अिसके अनुसार मैं अितना जरुर कह सकता हूं की यह बजट अुस कॉमन मैन का बजट है जोकि लोकतंत्र के सिध्दांत में विश्वास रखता है। अेक सीधेसादे आदमी का बजट है जोकि जानता है कि मेरे पास जमा अितना है, जोकि जानता है कि अलग अलग मद में मुझे अितना अितना खर्च करना हैं और कौनसी चीज पर कितना किया जा सकता है और कौनसी चीज पर कितना नहीं किया जाना चाहिये।

अितना कहने के बाद मैं शुरू में अेक और चीज कह देना चाहता हुं कि जो भी बहस तीन दिन तक होती रही अुसमें बहुतसी चीजें जुजबी अिन्तजामात के बारे में रखी गअीं हैं। मैं आज ही अुन जुजबी चीजों का अलग अलग जवाब नहीं देना चाहता। जिस वक्त डिमांडज हाअुस के सामने रखी जायेंगी अुस वक्त आपको जुजबी चीजों को रखने का मौका रहेगा अुस वक्त मैं और दूसरे मंत्री अुनका जवाब देंगें।

मैं समझता हूं बहस के बारे में हमको कुछ अैसे कन्व्हेन्शन्स अर्थात परिपाठी डालनी चाहिये कि बहस को कुछ हिस्सों में बांटा जाय। अेक बहस जो कि राजप्रमुख के अेड्रेस पर हुअी थी वह किस हद तक रखी जानी चाहियें। अुनहीं चीजों को फिर बजट पर बोलते हुअे दोहराने की जरुरत नहीं समझी जानी चाहिये और फिर हर सेगे के बारे में, अिस सेगे में यह हुआ और यह नहीं हुआ अिस तरह की बहस, मेरा अपना खयाल है कि मुल्तवी रखी जानी चाहिये अुस वक्त के लिये जब कि डिमांडज हाअुस के सामने पेश की जाती हैं। यहां बजट पर जनरल बहस की जा रही है तो अुसमें हमको अपनी बहस को अुतना ही महदूद रखना चाहिये जिस हद तक जनरल प्रिन्सिपल याने सर्वसाधारण सिध्दांतो पर बहस की जा सकती है। अिसलिये मैं अपना जवाब सिर्फ अुन प्रिन्सिपल्स को [illegible] रखना चाहता हूं।

[illegible] हुये मैं सब से पहले कस्टम्स के बारे में जो कुछ कहा गया हैं [illegible] के लिये, अिसमें शंक नहीं कि यह बात समझी गअी [illegible] कहा जा सकता है कि गवर्नमेंट ने यह वायदा [illegible]

भी किया था कि चार साल के बाद यानी १९५४ मार्च से कस्टम्स को पूरी तरह हटा दिया जायेगा। कस्टम्स के अूपर बोलते हुअे अिधर की जानिब से अेक तकरीर बहुत शद्दोमद के साथ हुअी कि अगर यह कस्टम ड्यूटी न अुठाअी गअी तो अिसके माने यह होगें कि हमको स्वराज्य ही नहीं मिला। मैं यह राय नहीं दे सका कि कस्टम्स अुठा ली जाये। मुझे भी अिसका अफसोस है। मगर कस्टम्स के बारे में दो तीन चीजें मैं अैवान के सामने साफ कर देना चाहता हूं जिनको देखकर मैंने यह खयाल किया था कि कस्टम्स को न भी अुठाया जाय तो कोअी बडा अन्याय नहीं होगा जिसके लिये अितना सोच विचार किया जा सके।

बजट सामने रखा गया है और अुससे अिस वक्त साफ जाहीर हो रहा है कि रेवीन्यू साअिड में, १ करोड ६ लाख और कैपिटल साअिड मे, १ करोड १२ लाख की कमी आ रही है। अितने बडे डेफिसिट के होते हुअे किसी भी गवर्नमेंट के लिये यह सोचना नामुमकिन था कि दो करोड के करीब आमदनी अेकदम छोड दी जाय। कस्टम्स और सरचार्ज से करीब दो की आमदनी पिछले साल हुअी और अिस साल भी वही अंदाजा है। अगर यह आमदनी छोड दी जाती तो फिर बजट का मुंह मिलाना बहुत मुशिकल था।

हमने गवर्नमेंट ऑफ अिंडिया से वायदा तो किया ही था लेकिन अुसके सिवा गवर्नमेंट ऑफ अिंडिया का भी हमारे अूपर बहुत बडा दबाव है कि कस्टम्स को बंद करदेना चाहिये और मेरीभी यही राय है कि जब दूसरे स्टेटस मे, सारे हिंदुस्तान में कहीं भी कस्टम्स नहीं लगा रहें हैं तो यह कस्टम हमारे पास ही क्यों रहे? लेकिन अिसके साथ साथ मैं अेकचीज और हाअुस के सामने रख देता हुं कि पार्ट 'बी' स्टेटस जिनको कहा जाता है अुसकी शुरु से बिल्कुल अेक खास और अलाहिदा स्थिति थी और अुस स्थिति मे करीब करीब हर स्टेट में कस्टम्स का लिया जाना जारी था। यहीं चीज अिंटीग्रेशन के बाद भी अुसी तरह से जारी रही। आज भी राजस्थान, मध्यभारत, सौराष्ट्र में यही सिस्टम जारी है। त्रावणकोर कोचीन में यह सिस्टम है या नहीं यह मुझे मालूम नहीं। पहले से हमारे बजट की पालिसी अिसी तरह से बनी हुअी है कि जिसमें कस्टम्स की आमदनी के सिवा हम अपना बजट ही पूरा नहीं कर सकते। अिसलिये हमको कस्टम्स को रखना पडा। दूसरे स्टेटों में जहां कान्स्टीटयूशन ने दस साल तक कस्टम्स के लिये अिजाजत दी है वहां गवर्नमेंट ऑफ अिंडिया ने अुसको पांच साल तक की अिजाजत देकर अुसके बाद फिर अिसके बारे में गौर करने का वायदा किया है कि अिस सिस्टम को हटाना पडेगा या फिर अिसको अिसी तरह से जारी रखना पडेगा या अुसके मुआवजे में किसी दूसरी आमदनी का सोर्स हमको देना पडेगा। अिस वजह से जैसे सब की स्थिति होगी वैसी ही हमारी भी हो जाती है। अिसमे शक नहीं कि जैसे राजस्थान, सौराष्ट्र या मध्यभारत में पांच साल तक कस्टम्स रहेगी अुसी तरह से हैदराबाद में भी कस्टम लिये जाने की अिजाजत दी जा सकती थी। मगर पुलिस अेक्शन के बाद जिस तरह की गवर्नमेंट वहां बनी अुसी तरहसे यहां नहीं बनी और यही वजह है कि पांच साल के बजाय चार साल तक ही कस्टम्स को जारी रखने की अिजाजत यहां दी गअी। चार साल की अिजाजत दी गअी थी अिसीलिये मार्च, १९५४ तक यह खतम होनी थी लेकिन गवर्नमेंट ऑफ अिंडिया ने हमारे कहने पर और कुछ दिन के लिये कस्टम्स रखने की हमे अिजाजत दी जाय यह अिजाजत दी कि सब पार्ट 'बी' स्टेटस में जिस तरह का अिन्तजाम चल रहा है अुसके मुताबिक और अेक साल के लिये आपको अिजाजत दी जाती है अुसके बाद सोचा जायगा कि अिसके लिये क्या किया जाय। यह सारा का सारा केस, यानी हमारे और दूसरे स्टेटों

के केस पर गौर किया जायगा और मुझे अिस बात की अुम्मीद है कि अगले साल बहुत मुमकिन है मैं वादा तो नहीं करता लेकिन मुमकिन है कि अिस आमदनी के लिये कोअी दूसरा तरीका अिन चारों स्टेटों के लिये निकाला जायगा।

अिसके साथ साथ मैं अेक और चीज बतलाना चाहता हूं। मैंने अिसको देखते हुअे अेक और भी चीज देखी कि कस्टम्स यानी अेक्सपोर्ट ड्यूटी बहुत से मुमालिक में और यहां भी पहले जो रियासतें थीं जिनको आज पार्ट 'बी' स्टेटस कहा जाता है अुनमें रखी गअी थीं। क्योंकि बाकी जगहों में अलाहिदा गव्हर्नमेंट थी और स्टेटों में दूसरी थी। वे अेक दूसरे से बिल्कुल असंबंध समझी जाती थीं और जिस तरह से फॉरेन गव्हर्नमेंट के बीच यह ड्यूटी रखी जाती है अुसी तरह से अिनमें भी रखी गअी लेकिन अिससे जरूर स्टेटस का फायदा हुआ है।

कस्टम्स के बारे में यह समझा जाय कि यह हमारे लोगों पर अेक तरह का बोझ है अैसी तो कोअी चीज मुझे अिसमें मालूम नहीं होती। कस्टम्स और सरचार्ज को रखते हुअे गव्हर्नमेंट ने अिस बात का मुतालिया कर लिया था कि आखिरकार अिसका बोझ किस पर पडता है। हमने देखा कि अिसका बोझ बजाय आम पब्लिक के या काश्तकार के मुख्यतः व्यापारियों पर पडता है। कस्टम्स को रखते हुअे हमने वस्तुओंके भावों को देखा। हैदराबाद में भाव क्या है और यह चीज बाहर जाने के बाद बंबअी में अुसका क्या भाव है। मैं सारी लिस्ट अैवान के सामने नहीं रखना चाहता लेकिन कुछ थोडे से चार पांच चीजों के भाव आपके सामने दूं तो आप समझ सकेंगे कि आखिरकार कस्टम्स का बोझ काश्तकारों पर पडता है यह जो आम तौर पर समझा जाता है अुसमें कहां तक सत्यता है। ये भाव जनवरी १९५४ के हैं, अिस वक्त के भाव मेरे पास नहीं हैं। मूंगफल्ली का भाव यहां अुस वक्त रु. २०-६-१० पल्ला था और बंबअी में रु. ३१-४-८ था, यानी करीब ११ रुपये का फर्क है जोकि फरेट वगैरा लगाने के बाद बच जाता है, वो अिसमें व्यापारी को ही ज्यादातर मुनाफा रहता है। अिस मुनाफे में से कस्टम और सरचार्ज के रूप में गव्हर्नमेंट सिर्फ दो रुपये लेती है। अिसी तरह से अेरंडी का भाव यहां रु. १९-०-० था और बंबअी में रु. २२-१४-० था. अुस पर रु. १-१४-० करोडगिरी व सरचार्ज लिया जाता है। अलसी का भाव यहां रु. १५-७-० था और बंबअी में रु. २२-१-११ था अुस पर सरचार्ज और कस्टम रु. १-११-० लिया गया। बिनौले का भाव यहां रु. ९-१५-११ था बंबअी में रु. १२-१२-१० था और कस्टम और सरचार्ज रु. १-३-० लिया गया। यह तो सीधीसादी बात है कि हैदराबाद के हैदराबाद में ही अगर कोअी चीज बिक रही है तो अुस पर कोअी कस्टम नहीं। कस्टम अुसपर लिया जाता है जोकि अेक्सपोर्ट होता है। अिसलिए यही समझा जाता है कि असका बार वहांके बाशिंदोंपर पडता है जहांके लिये यह चीज बेची जाती है। अैसी सूरत में जहां तक मेरा ख्याल है अिसके बारे में तश्वीश करने की कोअी चीज नहीं मालूम होती। अिन तीनचार चीजों को देखकर और खास कर अिस चीज का ख्याल रखकर कि यह जो दो करोड की आमदनी है अुसके बगैर हमारा बजट पूरा नहीं हो सकता, दूसरे कोअी काम नहीं चल सकते तो हमें अिसको रखना ही पडा।

जनरल बहस के दौरान में बहुती सी और भी चीजें सुझाअी गअीं। कहा गया कि नये टॅक्स क्यों नहीं लगाते, दूसरी कोअी नअी चीजें क्यों नहीं निकालते? अगर नया टॅक्स रखना हो तो बजाय नये टॅक्स को लगाने के पुराना टॅक्स जो चल रहा है अुसीको कायम रखकर बजट जमाया जाय तो अुसमें

मुझे कोअी खास नुकसान की बात नहीं मालूम होती। अिस बात को नजर में रखते हुअे कस्टम्स और संरचार्ज को हटाने में मजबूरियां थीं और में समझता हूं कि मेरे अितने कहने के बाद यह बात बिल्कुल सांफ हो गअी होगी कि न तो कस्टम्स का रखना बहुत अन्यायपूर्ण है और न अिसको चालू रखने से किसानों पर या आम पब्लिक पर अिसका भार आयद करने का अिरादा है। अलबत्ता अिसमें जरा भी शक नहीं कि सीमाओंपरके जो लोग हैं और सीमाओंपर जहां कहीं पडोसी स्टेट के कोअी बडे शहर नजदीक आते हैं जैसे अहमदनगर या सोलापूर तो वहां के कुछ लोगों को अिसमें थोडी कठिनाअी या भार मालूम होता है लेकिन अितना सहन करना बहुत जरूरी है जब कि अिससे जो आमदनी होती है अुसका फायदा पूरे देश को मिलता है।

श्री. रूखमाजी धोंडीबा पाटील (आष्टी) :–मूंग और जवार का भाव क्या हैं?

श्री. व. के. कोरटकर :–मेरे पास अुसके भाव अिस वक्त नहीं है। में थोडी सी चीजों के भाव लेकर आया था। मगर आप चाहें तो अुनको मै मुहैया कर दूंगा। मेरा कहना अितना है कि बाहर बेचने के भाव में और यहां के भाव में जो फर्क है अुसको देखते हुअे कस्टम कोअी ज्यादा नहीं है और आप यकीन रखिये, आप कितनीं ही कोशिश कीजिये वह फर्क व्यापारियों के जेब में जाता है। काश्तकार के जेब में नहीं जाता। जो कुछ कस्टम हम ले रहे हैं वह व्यापारी के जेब से ले रहे ह और जब यह व्यापारियों के जेब से निकल रहा है तो मैं समझता हूं गव्हर्नमेंट का पग अिसके रखनेमें पूरी तरह से न्यायपूर्ण है, अिसलिये मैंने कहा कि अेक साल के बाद गव्हर्नमेंट ऑफ अिंडिया सारे स्टेटों का पूरा का पूरा केस हाथ में ले रही है। मेरा जहां तक ख्याल है कान्स्टीटय़ूशन भी अिसके जारी रखने में आडे आ रही है अिसलिये गव्हर्नमेंट ऑफ अिंडिया हमको कोअी न कोअी दूसरे सोर्सेस ऑफ अिनकम दिखायेगी या जो चीजें अिनकम टॅक्स वगैरा के अैवज में दी जाती हैं अुनमें हमारे हिस्से को बढायेगी अिसलिये हमें आशा है कि अगले साल हम अिस कमीको दूर कर सकेंगे।

अिस बारे में बोलते हुवे यह भी कहा गया है कि जब गव्हर्नमेंट ने सेल्स टॅक्स लगाया है तो वह कस्टम्स को क्यों नहीं दूर करती? अुस संबंधमे मुझे अितनाही कहना है कि अिम्पोर्ट डयूटी तो पिछले साल दूर की गअी। अुसके अैवज में किसी हद तक हमको सेल्स टॅक्स वसूल हुआ। सेल्स टॅक्स के बारे में बोलते हुवे बहुत से लोगों ने आक्षेप किया कि वह बहुत कम वसूल हो रहा है। किसी ने कहा कि ४ करोड तक वसूल होना चाहिये। तो किसीने कहा कि छः करोड तक। अेक शख्स तो यहां तक चले गये कि ८ करोड तक वसूल हो सकता है। बंबअी में चौदा करोड हो सकता है तो हैदराबाद में क्यों नहीं हो सकता? आपने बताया कि अिसके वसूलीमें यह खराबियां हैं, वह खराबियां हैं और अिसके बारे में यह किया जाना चाहिये अित्यादि–

Shri L. K. Shroff: What is the volume of internal trade in the State?

Shri V. K. Koratkar: I can not give it at present.

Shri L. K. Shroff: It is morethan 60 crores.

Shri V. K. Koratkar: I do not know the total, but you can judge whether the argument I am developing is right or wrong.

मैं जो चीज आपसे कह रहा हूं वह यह है कि सेल्स टॅक्स के बारे में हमने अभ्यासः स्टडीः किया और अुसके बाद सेल्स टॅक्स के आंकडे जो कि दूसरे स्टेटमें हैं जहां पर यह टॅक्स जारी है अुनको भी देखा। अुनसे मुझे विश्वास हो गया है कि हमारे यहां का सेल्स टॅक्स सेच्यूरेशन पाअिंट (Saturation point) को पहुंच गया है। अिससे ज्यादा सेल्स टॅक्स हमारे यहां वसूल होगा यह संदेह की बात है। आज दो करोड के करीब है। मुमकिन है अुसमे ४० से ६० लाख तक का अिजाफा हो जाय मुमकिन है सब तरफ से कोशिश की गअी तो ज्यादा से ज्यादा अेक करोड तक बढ जाय। लेकिन जसे अैवान में से बहुत से लोगों का ख्याल है कि हमको सेल्स टॅक्स के जरिये से ६ या ८ करोड की आमदनी होगी तो मुझे शुबहा मालूम होता है——————

श्री. रतनलाल कोटेचा :—गोरवाला कमेटी का भी यही सुझाव है।

श्री. वि. के. कोरटकर :—गोरवाला कमेटी आखिरकार आदमियों की ही कमेटी थी और मैं नहीं समझता कि गोरवाला कमेटी में कोअी अैसे बडे आदमी थे जो अैवान के मेंबरों से भी अधिक बुद्धिमान हों। अैवान के मेबरों को धोका हो सकता है तो गोरवाला कमेटी के मेंबरों को भी धोखा हो सकता है। लेकिन में आपके सामने सिर्फ अितना ही रख रहा हूं कि मै जिस नतीजे पर पहुंचा हूं जिन चीजों को देख कर पहुंचा हूं वह अेक छोटी सी चीज है कोअी बहुत बडी चीज नहीं है। अेक वक्ता ने कहा कि करोडगिरी से आपको ५ करोड की आमदनी होती है। अब आपने सेल्स टॅक्स लगाया तो अिस आमदनी को खतम कर दिया जाय। सही है से हम भी समझते थे अिसी लिए मेरे। पूर्व के मंत्री ने यह वादा किया था कि चार साल के बाद हमारा सेल्स टेक्स अुस हद तक आ जायगा और अुसके बाद हम अक्सपोर्ट और अिम्पोर्ट दोनों पर करोडगिरी निकाल देंगें। लेकिन वह नहीं हो सका। क्यों नहीं हो सका ? अिसी को देखने की मैंने कोशिश की। मैंने दूसरे स्टेटों के सेल्स टॅक्स को देखा। अुसके बाद मुझे अेक चीज मालूम हुअी। मैं अुसको अैवान के सामने रखना चाहता हूं ताकि अैवान अुसके अूपर गौर कर सके। जमाना बदलता रहता है, सेल्स टॅक्स मे कमी या ज्यादती होती रहेगी, सब चीजें बदलती रहती हैं। लेकिन अेक चीज पर हम गौर करेंगे और वह है हमारी बुनियादी गल्ती।

हमने यह मानने में बुनियादी गलती की थी कि हमें ५ करोड रुपये रक्कम सेल्स टॅक्स से वसूल हो सकती हैं। लेकिन अितनी बात तो जरूर है कि जब से सेल्स टॅक्स शुरू हुवा तबसे वह बराबर बढता ही जा रहा है। सन १९५१-१९५२ में यह कोअी १ करोड और कुछ लाख था। सन १९५२-१९५३ में अेक करोड ६७ लाख हुवा सन १९५३-१९५४ में अेक करोड और ९९ लाख रुपये हुवा और अब सन १९५४-१९५५ में यह अंदाजा दो करोड २० लाख का किया जा रहा है। और मैंने परसों जो बजेट स्पीच दी थी अुसमें भी अिस बात का जिक्र किया गया है।

बजट बनते वक्त हरबार अिनकम का अंदाजा कम करके खर्च का अंदाजा ज्यादा करना ही ठीक होता है। यह अंदाजा यदि शुरू में ज्यादा किया गया और अुतना अिनकम नहीं हो सका तो गढे में पडते है। अिस लिये अिनकम का अंदाजा कम ही किया जाय तो अच्छा होता है। अिस लिये अिस साल के बजेट में सेल्स टॅक्स से आनेवाले अिनकम का अंदाजा दो करोड और २० लाख का किया गया है।

श्री. व्ही. डी. देशपांडे (अिप्पागुडा) :—बजट में तो यह अंदाजा २ करोड का बताया जा रहा है और अभी आप २ करोड २० लाख का अंदाजा बता रहे हैं यह कैसे? शायद हमारे कहने के बाद २० लाख का अिजाफा किया गया है क्या ?

श्री. वि के. कोरटकर —आपके कहने का तो कोअी असर नही हुवा है, शायद टाअिप की गलती होगअी अुसका असर हो बजेटमे यदि २ करोड लिखा है तो वही बराबर है। हमने २ करोड का ही अदाजा किया है।

आप यदि दूसरे स्टेटो के सेल्स टॅक्स के आकडो को देखे तो मालूम होगा कि अुनकी आमदनी अिस प्रकार है। ओरिसा, १०० लाख, पजाब, १७८ लाख, बगाल, ५५८ लाख, आसाम, ७१ लाख, बिहार, २७० लाख, बबअी १४०० लाख, मद्रास, १४०० लाख, अुत्तर प्रदेश ५२४ लाख, मध्यभारत, १३८ लाख, मैसूर, ९८ लाख, त्रावनकोर-कोचीन २१२ लाख, पेप्सू ४५ लाख, और सोराष्ट्र ५८ लाख,

अिस तरह से अलग अलग स्टेट के सेल्स टॅक्स को देखने से अेक चीज नजर मे आती है कि जहा बंदरगाह है वहा पर सेल्स टॅक्स ज्यादा मिलता है और जो प्रदेश जमीनसे घिरे हुये है वहा पर सेल्स टॅक्स कम मिलता है। मद्रास बॉबे, और वेस्ट बेंगाल तथा त्रावनकोर कोचीन अिन स्टेटो मे सेल्स टॅक्स ज्यादा वसूल होता है।

अेक सन्माननीय सभासद :—मैसूर मे क्यो ज्यादा है ?

श्री. वि. के. कोरटकर :—मैसूर मे ज्यादा कहा है वहा सिर्फ ९८ लाख ही है। वह ज्यादा है या कम है यह आप देख सकते हैं। तो मैं यह कह रहा था कि बॉम्बे, मद्रास, बगाल, त्रावनकोर-कोचीन यह बदरगाहके शहर है। यहा माल पहले आता है। और फिर वहा से बाहर यानीपूरे हिदूस्तान में जाता है। अिस लिये शायद अुन्हे सेल्स टॅक्स ज्यादा मिलता होगा। और अिसी लिये वहा पर सेल्स टॅक्स ज्यादा वसूल होता होगा अैसा मेरा ख्याल है। जमीन से घिरे हुवे जो प्रदेश जहां पोर्ट नही है, वहां पर सेल्स टॅक्स कम वसूल होता है।

मेरा ख्याल है कि हम हमारे स्टेटमे सेलटॅक्स परिपूर्णता के पॉअिटपर पहुच चका है। फिर भी मै यह नही कहता की हम ज्यादा सेल्स टेक्स वसूल करने की कोशिश नही करेगे। यह कहा गयाकि गोरवाला कमिटी ने कहा था कि ६ करोड तक सेल्स टॅक्स यहा वसूल हो सकता है। लेकिन जब कि अिस तरह कम वसूल हो रहा है तो यह अनुमान लगाया गया कि जब ६ करोड का सेल्स टॅक्स वसूल नही हो रहा है अिसका मतलब यह है कि गव्हर्नमेंट का अितजाम खराब है। यही समझ लिया गया। लेकिन यह नही समझा कि गोरवाला भी अेक आदमी है अुससे भी गलती हो सकती है।

सेल्स के बारेमे दो तीन चीजे और भी कही गअी। मैं अैवान के सामने अेक बात साफ तौर पर रखना चाहता हू और वह यह है कि सेल्स टॅक्स की आमदनी की सहायता से हम कस्टम दूर नही करेंगे क्योकि सेल्स टॅक्स की आमदनी कितनी आसकती है अिसका बराबर अदाजा लगाना आज कठीन है। अिस लियें हम गव्हर्नमेंट ऑफ अिडिया के मदद से ही कस्टमको निकाल सकते हैं और अुसके लियें दुसरे जराये अिस्तेमाल मे लाये जा सकते है।

अेक मेंबर ने अपने भाषण मे यह कहा कि तेलघानी पर जो सेल्स टॅक्स लिया जा रहा है। अुसको छोड देना चाहिये। मैं ने देखा है कि अिस के बारे मे काफी दरखास्ते मेरे पास आ रही है। और मैं यह भी देखता हूं कि अिस तरहकी दरखास्ते बजट के वक्त तो और भी ज्यादा तादाद मे आती है। मैंने अपने स्पीच मे कल ही कहा था कि जिनका व्यापार ७५०० रुपये से ज्यादा होता है अुन्हे सेल्स टॅक्स देना पडेगा। तो फिर अैसी हालत मे अमीर और गरीब का सवाल अिसमे नही आना चाहिये। हमारा सारा मुल्क ही गरीब है। अैसी सूरत मे सेल टॅक्ससे किस किसको माफ किया जाय ? अैसे

तीन चार चीजें और भी हैं जिनके बारे में कहा जाता है कि अिसपर सेल्स टॅक्स कम करना चाहिये। लेकिन मैं यह कहना चाहता हूं कि अिस तरह यदि फरक किया जाय तो वह ठीक न होगा। मेरे पास बीडी बनानेवालोंकी तरफ से अेक दरखास्त आयी है, और अेक रिप्रझेंटेशन भी मुझे मिला। अुन्होंने मुझे बीडी पर से सेल्स टॅक्स कम करन के लिये कहा। लेकिन बडी मजेदार चीज तो यह है कि अुन्होंने ही जो मुझें मिलने के लिये आये थे, कहा कि सेल्स टॅक्स के बावजूद भी हमारी बिक्री बढ रही है और प्रॉडक्शन भी बढ रहा है। अिस लिये सेल्स टॅक्स कम होना चाहिये। मैंने अुनसे कहा कि आपने जो दरखास्त दी अुसके पहले शायद आपने किसी वकील की सलाह नहीं ली है अैसा दिखता है। नहीं तो आप अिस तरह आरग्युमेंट पेश न करते की बिक्री बढ रही है अिसलिये सेल्स टॅक्स कम किया जाय। अैसी हालत में तो गव्हर्नमेंट अुलटे सेल्स टॅक्स बढाने के बारेमें सोचेगी। अिसलिये तेलघानी आदि जो कुछ गिनाये गये है अुसपर से सेल्स टॅक्स कम करना आजकी हालत में मेरे लिये तो दुश्वार है। मैसूर और मद्रास दोनों जगहों पर तो अुन्होने बजेट की पूर्ति के लिये अुल्टे सेल्स टॅक्स बढाया है। लेकिन हमारी गव्हर्नमेंट ने अैसा नही किया है आज तो कोअी सेल्स टॅक्स नहीं बढाया गया है। और किसी भी तरह से कोअी नये टॅक्स नहीं लगाये हैं। अिसी हदतक मैं सेल्स टॅक्स के बारे में कहना चाहता था।

श्री. व्ही. डी. देशपांडे :—मैंने कल अपनी तकरीर में हाअुस के सामने रखा था कि बंबअीमें जिस तरह सेल्स टॅस रखा गया है : सिंगल पॉअिंट, अुसके बारें में हुकूमत की क्या पॉलिसी है यह आपसे पूछना चाहता हूं। पहले फायनान्स मिनिस्टर ने वादा किया था कि हम देखेंगे———

श्री. वि. के. कोरटकर :—पहले फायनान्स मिनिस्टर साहब ने भी हम अुसी प्रकार टॅक्स वसूल करेंगे अैसा वादा नहीं किया होगा लेकिन अितना वादा किया होगा कि हम देखेगें। और अुस वादे के मुताबिक हमने देखा है। और मैं अिस नतीजे पर पहूंचा हूं कि हम अेकविध (सिंगल पॉअिट) की तरफ नहीं जा सकते। मैंने बंबअी का कानून देखा है वहां भी पूरी तरह सिंगल पॉअिंट अभी भी नहीं है। कुछ चीजो पर सिंगल पॉअिट किया गया है और कुछ पर नहीं किया गया।

श्री. व्ही. डी. देशपांडे :—बंबअी में जिसतरह सेल्स टॅक्स में रिविजन किया गया अुस तरह का रिवजन करने का हमारी गव्हर्नमेंट सोच रही है क्या?

श्री. वि. के. कोरटकर :—मैंने तो पहले ही कहा कि अुसके बारेमें सोचा गया है। और मैं अिस नतीजे पर पोहचा हूं कि वह आज नहीं किया जा सकता है। वह बहुत तकलीफ देह है। अेक जगह यदि टॅक्स गायब होगया तो सब जगह गायब हो जाता है। लेकिन बहूविध (मल्टिपल पॉअिट) मे अेक जगह गायब भी होगया तो कहीं न कहीं तो वह मिलता ही है। मैंने कब कहा कि अिसपर सोचाही नही जा सकता लेकिन आज वह तकलीफ देह ही दीखता है। फिर भी हम लोग अेक जगह बैठकर अिसके बारें में सोंच सकते हैं, कि किसमें सहुलियत होती है। और व्यापारी गव्हर्नमेंट को कुछ ज्यादा सेल्स टॅक्स दे सकते हैं या नहीं? मैं आपको बतला सकता हूं कि बंबअी में भी अिसके लिये अेक कमिशन नियुक्त किया गया था और अुसकी सिफारिशात पर वहां बहुविध [illegible] किया गया। अुन्होंने कुछ चीजों पर सिंगल पॉअिंट और कुछ चीजों पर मल्टी [illegible] मैं आपसे कहता हूं अिस बात पर जरूर ध्यान दिया जायगा।

[illegible] अुनके बारे में कहना चाहता हूं। जनरल

क्रिटिसिझम में बहुत सी बातें कही गओी। यह कहा गया कि बजट से अैसा मालूम होता है कि हमारी पुंजी (असेटस) कम है, और कर्जे (डेटस) ज्यादा हैं। अिस लिये यह बजट बॅंक्रप्टसी (Bankruptcy)की हालत मे है। यह बजट बॅंक्रप्ट बजट है, और दिवालिया बजेट है, वगैरा बहुत कुछ कहा गया ।

अिसके बारें मे मैं अितनाहि बतलाना चाहता हूं कि अैसी चीज नहीं है। जो चीजें आप के सामने रखी हैं वह सिर्फ सिक्युरिटीज ही रखी गअी हैं और वह ५२ करोड की दिखाअी गअीं हैं। ६३ करोड का कर्जा बताया गया है। अिसलिये आपको तशवीश मालूम हुअी। लेकिन तशवीश की अिसमें कोअी बात नहीं है। यह भी कहा गया कि अिनका राज तो अभी दो साल है न मालूम अिस तरह बजेट पेश कर के दो साल बाद ये लोग दूसरों के हाथमें क्या देन वालें हें? आप लोग शायद यह सपना देख रहे हैं। दो साल के बाद कॉंग्रेसवाले तो राज्य पर नहीं आनवालें हैं सपना देखने में तो अेक तरह का आनंद आता ही है। लेकिन में आपको कहना चाहता हूं कि आप जो सपना देख रहे हैं वह मालूम नहीं सच होगा या नहीं? लेकिन सपनी दुनियामें ही आदमी को मजा आता है। दो साल बाद क्या होगा न जाने। आप तो दु:स्वप्न देख रहे हैं मगर हम अैसा काम कर रहे हैं कि दो साल बाद हमारा काम देखकर ही आपको कोअी आने ही न देगा ।

जब हम बजट की तरफ देखते हैं तो सिर्फ संचित (रिझर्व्ह) देखकर काम नहीं चलता है; हमारी पूंजी (अॅसेटस) क्या है यह देखना चाहये। बात यह है कि अॅसेट्स जो होते हैं वह बजट में नहीं दिखाय जाते बल्कि वह गव्हर्नमेंट की जायजाद बन कर रह जाते हैं। हमारे पास आर. टी. डी. जायदाद है वह बजट में नही बतलाअी गअी अुसीतरह अिलेक्ट्रीसिटी की जायदाद भी रझर्व्ह में नहीं बतलाअी गअी। डिस्टिलरिज हैं, गव्हर्नमेंट की बडी बडी बिल्डिग्ज हैं। सी. आय. बी. के कितने ही मकानात हैं। बडे बडे प्रॉजक्ट्स हैं। हमारी बडी बडी अिंडस्ट्रीज हैं।

Shri V. B. Raju: (Secunderabad-General): What is the total expenditure upto now on productive capital works? Has the Government any idea?

श्री. वि. के. कोरटकर:—प्रॉजेक्ट की किमत तो अभी नहीं बताअी जा सकती है क्योंकि अुनमेंसे बहुतसे अभी जेरे तामीर हैं। हमारी ये जो जायदादे हैं अुनमें से काफी जायदादे प्रॉडकिटव्ह. हैं। आर. टी. डी. प्रॉडकटिव्ह (Productive) है। अिलेक्ट्रिक सिंकदराबाद और हैदराबाद की हंदतक प्रॉडकिटव्ह हैं। बिल्डिंग प्रॉडकटिव्ह हैं। सी. आय. बी. से किराया मिलता है।

Shri Annajirao Gavane (Parbhani): Except the Assembly building.

श्री. वि. के. कोरटकर:—असेंब्ली हाअुस पर भी यदि किराया लगाया जाय तो वह भी प्रॉडकटिव्ह है। अुसपर किराया लगाया जाय तो स्पीकर साहब अुसे अपने घर तो नहीं ले जायेंगे वह गव्हनमेंट को ही मिलनेवाला है।

شری وی - بی - راجو - میں ایک اندازہ چاہتا تھا کہ اسٹیٹ بینکرپٹ نہیں ہے م
لیکن اسٹیٹ کی جائدادیں کس قدر پراڈکٹیو ہیں ؟

श्री. वि. के. कोरटकर :—आपने तो बहुत अच्छा सुझाया, लेकिन अिनकी कीमत अभी मेरे पास अंदाजा तो नहीं है लेकिन मेरा ख्याल है कि कोअी १०० या........

Chief Minister (Shri B. Ramakrishna Rao) : The total value of the assets is Rs. 100 crores.

श्री. वि. के. कोरटकर :—चीफ मिनिस्टर साहब तो १०० करोड बता रहे हैं, मेरा अंदाजा तो मै बताना चाहता था कि कोअी १२५ करोड की जायदाद होगी।———

Shri B. Ramkrishna Rao: I am speaking, Sir, on the basis of a note of the Finance Department and I can give the figure to the hon. Member. Rs 64 crores is the total reserve. Besides this Rs. 64 crores we can calculate at a modest amount of Rs. 36 crores the other assets. This will bring the total assets to Rs. 100 crores, and as the hon. Finance Minister has stated may go up a little. This is a modest calculation.

Shri V. D. Deshpande: Has the Finance Dept. provided to the Government the liabilities of unemployment and the growing population and whether these liabilities when compared to the assets would be on the losing side or on the profit side ?

श्री. वि. के. कोरटकर :—अन अेम्प्लायमेंट कें बारें में बजेट मे कुछ तो कहा गया है। अुसके बारें में मै आगे चलकर अपने ख्यालात आपके सामने रखूंगा।

आप लोगों को यह डर है कि जब हम जायेंगे तो आपके लिये कुछ रहेगा या नहीं। लेकिन डरने की कुछ बात नहीं है। हम आपके लिये बहुत सारा छोड कर जायेंगे। लेकिन मुझे शुबाह यह है कि पहले हम जायेंगे हीं या नहीं ?

شری اناجی راؤ گوانے - ساتھ ساتھ اپنے کا یقین بھی نہیں ہے -

श्री. वि. के. कोरटकर :—रहने का तो हमें यकिन है।

अेक और चीज में आपको बताना चाहता हूं कि वह ६४ करोड का जो डेट (कर्जा) बताया गया है बजेट में, वह पूरा हमारे अुपर नहीं पडनेवाला है। अुसकी वजह यह है कि फायनान्सियल अिंटेग्रेशन के बाद तब पुलिस अॅक्शन के पहले का जो कर्जा है अुसके बारें में क्या किया जाय अिस बात का अभी तसफिया नहीं हुवा है। अंदाजा है कि गव्हर्नमेंट ऑफ अिंडिया अपने अुपर भी कुछ कर्जा अिसमें से लेगी। आज भी गव्हर्नमेंट ऑफ अिंडिया फायनान्सियल अिंटीग्रेशन के बाद अिस बारेमें हमें सूद दे रही है वह करीब ४५ लाख रुपये का है।

श्री. व्ही. डी. देशपांडे :—सेंट्रल गव्हर्नमेंट अिसमें से कितना कर्जा अपने अुपर लेगी ? और सूद कितना देगी ?

श्री. वि. के. कोरटकर:—अभीतो अिसका तसीफया नहीं हुवा है कि कितनी रकम मिलनी चाहिये पहले कितना सूद मिलता था और अब कितना सूद मिलना चाहिये। अलल हिसाब लगाया जाय तो करीब ३० लाख ५४ हजार तक का आता है।

दुसरा पॉअिंट कॅश बॅलन्सेस के सिलसिले में है। यह कहा गया कि कॅश बॅलन्सेस अर्थात नगदी बचत घटते जा रही है। लेकिन यह कहना सही नहीं है। बात यह है कि अिस वक्त के बजेट में ज्यादा तफसीलात दिये गये हैं। यह नगदी बचत ११ करोड से शुरू हुअी और यह भी बताया गया कि अिस साल यह बॅलन्सेस ५ करोड के रहेंगे। यह देखकर काफी लोगों को हैरानी हुअी। लेकिन अिस की वजह यह है कि बॅलन्सेस में से अिस वक्त ५ करोड रूपये स्टेट बॅक को कर्ज के तौर पर दिये गये हैं। वह निकल जाने के कारण अिस साल नगदी बचत कम दिखायी देती हैं। अुसको यदि मिलाया जाय तो फिर वही १० करोड के कॅश बॅलन्सेस होते है। और फिर ऐसी हालत में अुसमें कोअी बडा फरक नहीं पडता है।

फायनानशियल अिंटिग्रेशन के बाद रेल्वे और पोस्ट ऑफिस सेंटर ने अपने हाथ मे तो लियेलेकिन वह रकम हमने अभी अुनको नहीं दी है। वह न देने की वजह से जो ११ करोड के कॅश बॅलन्सेस थे अुसके अंदर वह रकम भी थी। लेकिन जैसा मैंने आपसे कहा अिसका तसफिया भी अुसी के साथ होगा जब कि पुलिस अेक्शन के पहले के कर्जे का यानी पब्लिक डेट (Public debt) तसफिया किया जायगा। अिस रकम को अिसलिये भी महफूज रखागया है ताकि तसफिये केअुपरान्त सहूलत के साथ सेन्ट्रल गव्हर्नमेंटकी अदाअी की जा सके यह कर्जा ५ करोड है या २ करोड है अिसका अभी तसफिया नहीं हुआ है। लेकिन यह रकम जैसे लिक्विड अमाअुंट के तरीके पर रहती थी अुसको वहां से निकाल कर लोन अमाअुंट में बतलाया गया है। अुसी तरह से लोन अमाअुंट को रिजर्व्ह के तौर पर या और किसी तरीके पर हम बतला सकते हैं। हिसाब का फर्क होसकता है मगर रकम में कोअी फर्क नहीं पडता।

Shri V. B. Raju : I want to bring to the notice of the hon. Minister that this money has been given from the Consolidated Fund and it needs a vote of this House.

श्री वि. के. कोरटकर:—बिल्कुल सही है। आपने अिसकी तरफ तवज्जेह दिलाअी अिसके लिये मैं आपका मश्कूर हूं। लेकिन यही तवज्जेह हमारे अकौटंट जनरल ने भी अिसके पहिले दिलाअी हैं और अिसके लिये सप्लीमेंटरी ग्रांट के तौर पर गव्हर्नमेंट को हाअुस के सामने आना पडेगा। यह मुनासिब समझा गया कि जो हमारे कैश बैलन्सेस हैदराबाद गव्हर्नमेंट में रहती थीं अुसमें से ५ करोड रूपया अुनको लोनके तौर पर दिया जाय। मुझे जो कुछ अैवान के सामने रखना था वह यह है कि अिस प्रकारके अितेजामात बाद नगदी बचत केवल पांच करोड रहनेसे हमारी आर्थिक अवस्था दिवालिया नहीं कही जा सकती।

श्री व्ही. डी. देशपांडे—स्टेट बॅंक को यह कर्जा कम सूद पर क्यों दिया गया। सिक्यूरिटी या दीगर तरीकों पर रुपया लगाया जाता तो हमको ज्यादा सूद मिल सकता था।

श्री. वि. के. कोरटकर:— मैंने तफसील से रखा है अिसीमें हमको सहुलियत मालूम होती थी। स्टेट बैंक में हैदराबाद गवर्नमेंट के ५१ फीसद शेअर्स हैं। अिसको देखत हुव और हैदराबाद

गवर्नमेंट और बैंक के बीच जो पुराने संबंध हैं अुनको देखते हुअे बैंक को यह कर्जा दिया गया है। अुसके सूद का रेट क्या हो सकेगा अिसपर भी मुनासिब गौर कर लिया गया है। अिसके साथ साथ में और अेक दफा सप्लीमेंटरी ग्रांटस के वक्त अिस चीज को हाअुस के सामने लानेवाला हूं। अुस वक्त अिस पर और बहस हो सकती है। लेकिन जो पाअिंट में रख रहा हूं वह यह है कि यह जो खयाल किया जाता है कि ५ करोड कॅश बॅलन्सेस बतये गये हैं अुसकी वजह से आर्थीक अवस्था दिवालिया है अैसी कोअी बात नही है। वह पैसा आपको यहां सिर्फ दूसरे स्वरूप में दिख रहा है आज अेक ओदमी अक कोट में दिखता है तो कल वही दूसरे कोट में दिखता है लकिन चेहरे से वह आदमी वही मालूम होता है। अुस में कोअी फर्क नहीं पडता। वैसे ही बचतके पांच करोड में कर्जेके पांच करोड मिलादें तो वे भी पूर्ववत अुतने ही हैं।

और अेक सवाल अुठाया गया था। यह मायूसी जाहीर की गअी थी कि लंदन बैंकमें जो हमारा पैसा पडा हुआ है वह वापस मिलता है या नहीं मालूम नहीं। लेकिन खुशकिस्मती की बात है कि यहां बजट पर बहस हो रही है अुसी समय अखबारों में खबर आअी कि अुसके बारे में डिक्री हुअी है और वह निजाम की रकम है।

श्री. व्ही. डी. देशपाडे:—यानी सब काम किस्मत पर ही चल रहा है।

श्री. वि. के. कोरटकर:— हमारी किस्मत अच्छी है तो मैं क्या करू? वह मेरा कसूर नहै आपने यहां स्पीच किया और खुदाने आज ही डिक्री कर दी। लेकिन अिस डिक्री से आज ही यह मालूम हुआ कि आलाहजरतकी रकम है। आलाहजरत यानी राजप्रमुख। लेकिन यह क्या गडबडी हो गअी, तो अुसके बार में मैं कहूंगा कि अिसमें कोअी गडबडी नही है। अितनाही सिर्फ मैं आपसेकहना चाहता हूं।

अक चीज और मैं हाअुस के सामने स्पदज करदेना चाहता हूं वह यह है कि जिन पांच करोड की बात मैं आपसे कह रहा था अुसमें बहुत बडी रकम रेलव रिजव्हकी जो अिन्जमाम के पहिलेसे हमारे पास जमा है। हमने गवर्नमेंट आफ अिंडया के पास यह बात रखी है कि अिसका अुपयोग हमारे राज्य में रेल्वे लाअीनके बिछानेमें किया जाय औरअुन्होंने भी अिसको करीब करीब कबूल कर लिया है। अर्थात अन्ततो गत्वा यह रकम पूरी तौरपर महफूज है।

अिस बजट के बारे में दो बडे भारी सवाल किये गये कहा गया कि नेशन बिल्डिंग डिपार्टमेंटस पर अितना कम खर्च क्यों रखा गया है? बहरहाल मैंने अपनी अिब्तदाअी स्पीच में आंकडे देकर बतलाया था कि अिस साल के बजट में लगभग२१ लाख और बढायेगये हैं। अिसके साथ १९५० से लेकर ५२-५३ तक किस तरह से हर सेगे में ज्यादा खर्च करते गये अुसको भी अैवान के सामने रखाथा। अुसी को फिर से दोहराने की जरूरत नहीं है।लेकिन मैं अितना ही रखना चाहता हूं की कभी कभी हिसाब की गलती कुछ अैसी हो जाती है कि अुसकी वजह से चीज अेक ही होन पर दूसरी दिखने लगती है। नेशन बिल्डिंग डिपार्टमेंट पर जो कुछ खर्च बतलाया गया हैं वह आपके सामने है और आपने भी अिसको कबुल किया है कि यह पूरे बजट का करीब करीब ४० फीसद होताहै। बहरहाल कितना भी हो। लेकिन अेग्रीकलचर के लिये ७५ लाख, वेटरीनरी २२ लाख, कोआपरेटिवके लिये २२ लाख, अेजूकेशन के लिये ५१०लाख, अिसीतरह से मेडीकल के लिये १ करोड

९लाख अिरीगेशन के लिये १ करोड ६० लाख, अिंडस्ट्रीज के लिये २३ लाख, सिव्हिल वर्क्स के लिये १ करोड ९९ लाख, कम्युनिटी प्रोजेक्टस के लिये ८१ लाख,रूरल स्कीम्स के लिये २४ लाख, हरिजन और ट्रायबल वेलफेअर फंड के लिये ५१ लाख अिस तरह से कुछ १३ करोड १२ लाख का यह खर्च है और अिसमें अगर अिस साल क जोतकावी वगैरा के रूपमें काश्तकारों वगैराके १करोड २५ लाख दिये गये हैं तो यह रकम और भी बढजाती है। अिसको छोडकर और भी जो प्रोजेक्टस में या दूसरे वेलफेअर स्कीम्स में रुपया खर्च किया गया है अुन सब को मिलाया जाय तो यह खर्च ४१ फीसद के बजाय ४६.९ फीसद होता है। बहरहाल चौदह, पन्द्रह करोड का यह खर्च कम नही है अिसका हिसाब पर हेड कितना आता है अिस तरह से निकाला जाय तो अुसके लिये में कुछ नहीं कर सकता। हमारे पास कितना रुपया है और अुसमें से कितना हम अुठा सकते हैं अुसको देखना चाहिये। पर हेड (Per Head) के हिसाब से देखेंगे तो अगर अिस रकम को मै डबल भी कर दूं तो भी आपको संतोष नहीं हो सकता।

दूसरी बात जो मै अैवान के सामने रखना चाहता हूं वह यह है कि हिसाब लगाते वक्त यह कह दिया गया कि ४१ फीसद रुपये नेशन बिल्डिंग के लिये लगाये गये और बाकी जो कुछ बचे वह सब के सब अेडमिनिस्ट्रेशन पर लगाये गये। लेकिन अैसी बात नही हुअी है। न अैसी बात होती है। ४१ फीसद नेशन बिल्डिंग पर लग गया तो बाकी ५९ फीसद अेडमिनिस्ट्रेशनपर लग गया अिस तरह से हिसाब नहीं लगाया जा सकता।यह हिसाब का तरीका गलत है। अेडमिनिस्ट्रेशन पर सारा का सारा पैसा नहीं लगता अुसको बहुतसी मदों में बाटा जाना चाहिये। अिसके लिये मैंने हिसाब निकाला है। अुसको देखा जाय तो २९ करोड२ लाख का बजट अिस तरह से बंटा है। सोशल सर्विस में १३ करोड १२ लाख, कर्जकी अदाअी में ३ करोड ५९ लाख, जागीरदारों के माविजे और मनसबों की अदअी मे १ करोड ४६ लाख, मालगुजारी की वसूलीमें ३ करोड ४४ लाख पेन्शन १ करोड ७० लाखयह सब जाने के बाद अेडमिनस्ट्रिशन सर्विस मे केवल ५ करोड ७१ लाख लगता है। अिस तरह से कुल २९ करोड २ लाख होते है। मैं अैवान के सामने रखता हूं कि आपन अेडमिनिस्ट्रेशन का जो खर्च निकाला है वह किस तरह से निकाला है। आपका जो हिसाब लगान का तरीका है वह गलत है। अेडमिनिस्ट्रेशन का खर्च सिर्फ ५ करोड ७१ लाख का है। याने वह १९.६ अिसमें पेन्शन अुन लोगों को मिलती है जो पहले अेडमिनिस्ट्रेशन में रहते थे। अुसको भी अिसमें मिलाया जाय तो ५.६ करोड परसेंट और बढजाता है तो २४.६ परसेंट हो जाता है। अिसकेसाथ साथ दूसरे हेडज जैसे कि रेविन्यू कलेक्शन की डायरेक्ट डिमांड को भी मिला लिया जाय,तो अिसके निस्बत मरा अपना खयाल है कि नहीं मिलाना चाहिये क्योंकि यह अेडमिनिस्ट्रेशन का खर्चा नहीं है। जैसे कारखाने में कैपीटल के तौर या और खर्च के तौर पर जैसा रुपया लगता है वैसी ही यह चीज है। फिर भी अिन तीनों हेडज को मिलाने के बाद तो भी अेडमिनिस्ट्रेशन का खर्च ६० फीसद नहीं होता, वह सिर्फ ३७.४ परसेंट होता है।

श्री व्ही. डी. देशपांडे :— क्या अितना खर्च दुनिया के अंदर सबसे महंगी टैक्स कलेक्शन और अेडमिनिस्ट्रेशन की मशीनरी का नहीं समझा जाता।

श्री. वि. के. कोरटकर :— जो चीजें सामने रखी गअी हैं अुनसे मैं नहीं समझता कि यह महंगी मशीनरी है। अितनी मशीनरी तो बिल्कुल जरूरी मशीनरी है और अुसका खर्चा निकालने का यही तरीका रहता है। लीडर ऑफ अपोजीशन ने यही रखा था कि टेक्स कलेक्शन का जो खर्च चायना

में होता है वह सिर्फ १० फीसद है। वह किस तरह से निकाला गया है अुसको देखा जाना चाहिये। क्योंकि चीनमे जो आमदनी बतलाअी गअी है वह अिंडस्ट्रीज और कारखाने से भी मिलती है। अब यदि कारखानों का केवल मुनाफा मालगुजारी में जमा किया गया और कारखाना चलानेके खर्चको नजरअंदाज किया गया तो परसेंटेज कम निकलता है। यदि अुसको भी मिला लिया गया तो परसेंटेज अधिक हो जाता है। बहरहाल चीनकी मिसाल देते हुवे हिसाब आपने किस प्रकारसे निकाला है, यह मैं नहीं कह सकता। यहांके लिये मेरा अपना खयाल है कि यह ३५ फीसद खर्च कोअी ज्यादा नहीं है।

मेरे पास अिस वक्त दूसरे स्टेटों के बजट नहीं है। लेकिन नेशनबिल्डिंग के लिये हमारे स्टेटस में जो खर्च किया जाता है अुसको मैंने देखा है और अिसके लिहाज से जो ४१ फीसद या दूसरे अखराजात जो मैंने बताये अुनको मिलाकर ४६ फीसद का हमारा खर्चा कम नहीं है। अिसके लिये गवर्नमेंट को किसी के सामने शरमिंदा होने की जरूरत नहीं है। जो भी खर्च दूसरे स्टेटस मे किया जा रहा है अुनके मुकाबले में हम अवसत में आकर पड जाते है और वहां का खर्च मै अैवान के सामने रखना चाहता हूं। अैशन बिल्डिंग डिपार्टमेंट का खर्च आसाम में ४२ फीसद, बिहार में ४० फीसद, बंबअी में ४१ फीसद, मध्यप्रदेश में ३७ फीसद, मद्रास में ५१ फीसद, अुडीसा में ४३ फीसद, पंजाब में ३७ फीसद, अुत्तर प्रदेश में ३३ फीसद, वेस्ट बेंगाल में ४० फीसद, मध्यभारत में ४० फीसद, मैसूर में ३९ फीसद अिस तरह से है। मैसूरके बारेमें अितना बताना जरूरी है कि जहां से मैंने ये आंकडे लिये है अुसमें मैसूर में ज्यादा खर्च यानी ५१ फीसद बतलाया गया है। मगर अुसमें अुन्होंने वहां जो दो कारखाने हैं अुसका जो वर्किंग खर्चा है वह भी अिसमें डाल दिया है। मैंने अुसको अलग कर के ३० फीसद पकडा है। और अिसके बाद पेप्सू में ३८ फीसद, राजस्तान में ४३ फीसद, सौराष्ट्र में ४४ फीसद, त्रावनकोर कोचीन में ४५ फीसद और हैदराबाद में जैसा मैंने आपसे अभी कहा कुछ रकमों को छोड कर ४१ फीसद और अुनको पकडकर ४६ फीसद होता है। अिनको पढने के बाद नेशन बिल्डिंग डिपार्टमेंट पर दूसरे स्टेटस में क्या खर्च किया जाता है अुसको देखें तो वह ३६ फीसद से लेकर ४५ फीसद तक है। हमारे यहां का खर्चा जैसा कि मैंने बताया कुछ रकमों को लेकर किया जाय तो टाप पर जाता है और अुनको छोडकर किया जाय तो औसत पर रहता है। यह खर्च किसी तरह से अैसा नहीं है कि जिसके लिये गवर्नमेंट को पब्लिक के सामने शरमिंदा होना पडें।

श्री. व्ही. डी. देशपांडे :—अंग्रेजों के जमाने में कितना था और अब कितना बढा है ?

श्री. वि. के. कोरटकर :—यह बात अैसी है कि अगर यह सवाल जवाब का वक्त होता तो मैं कह देता कि अिसके लिये नोटीस दी जाय। क्योंकि आप जानते हैं कि अिसके बारे में मैं अेकदम तो नहीं कह सकता। मै भी नहीं कह सकता और आप भी नहीं कह सकते। यह मुझे भी मालूम नहीं है और आपको भी मालूम नहीं होगा क्योंकि अगर आपको मालूम होता तो आप अपनी स्पीच में बता देते। हंसी (Laughter)

श्री. व्ही. डी. देशपांडे :—मेरा कहना है कि कोअी सब्स्टेन्शिअल फर्क नहीं हुआ है क्योंकि अुस वक्त जो टाप हेवी मशीनरी थी अुसीको कायम रखा जा रहा है।

شری بی - رام کشن راؤ - نیشن بلڈنگ ڈپارٹمنٹس کا موازنہ دوگنا ہوا ہے -

شری ایم بچیا (سرپور) نظام صاحب کی کمپنسیشن ہسٹری کیا ہے ؟

Mr. Speaker: You need not answer every question.

Shri M. Buchayya: This is an important question.

Mr. Speaker: No interruption please.

श्री. वि. के. कोरटकर :—अिसके बाद अेक और सवाल बहुत शद्दोमद के साथ आया है और जिसकी तरफ गव्हर्नमेंट की बहुत तवज्जह है वह मराठवाडे का सवाल है। मराठवाडे के बारें में बहुत से सदस्यों ने चाहे वे अिधर के हों या अुधर के, कहा कि माराठवाडे को बिल्कुल क्यों भुला दिया गया है ? यों देखा जाय तो अिसके पहले दो तीन जवाब-जवाब तो मैं नही कहता लेकिन मजबूरियां रखी जा चुकी हैं । अेक मजबूरी यह रखी जा चुकी है कि जिन प्रोजेक्टस पर काम होरहा है वे पिछली सरकार के रखे हुअे हैं, अुन्हींको हम मुकम्मिल कर रहे हैं। पहले से अिस तरह क्यों रखे गये अैसा कहा जाय तो अुसके बारे में यही बतलाया गया कि मराठवाडे की स्थिति कुछ अैसी है कि वहां बडे बडे प्रोजेक्टस शुरु नहीं किये जा सकते थे क्योंकि वहीं से बडी-बडी नदियां आगाज होती हैं। और नदियां आगे जाकर जहां बडी हो जाती हैं वहीं बडे प्रोजेक्टस बनाये जा सकते हैं वगैरा वगैरा। मगर यह जवाब कुछ सही था और कुछ गैरसही था। अिससे संतोष होना मुश्किल है। अिसके लिये गव्हर्नमेंट की तरफसे चीफ मिनिस्टर साहब ने अेक स्टेटमेंट सब लोगों के पास भेजा है। अुसमें बतलाया गया कि बडे प्रोजेक्टस को छोडकर बाकी अुन्नतिके कार्योंके बारेमें मराठवाडे की जानिब किसी प्रकारसे अुपेक्षा नहीं बर्तीजारही है।

पूर्णा प्रोजेक्ट के बारे में बहुत कुछ कहा गया.

श्री. गोविंदराव मोरे :—वहां जो दवाखाने मौजूद थे वे बंद करके हैदराबाद में क्यों लाये जा रहे हैं ?

श्री. वि. के. कोरटकर :—दवाखाने कौन बंद कर के लाता है. कोअी नहीं लाता । अैसा करेंगे तो जुल्म हो जायगा । लेकिन यहां सवाल प्रोजेक्टस का है । मैं आपसे कहता हूं कि हमारे कैबीनेटने यह निर्णय किया है। हम हद दर्जे तक जिद्द करेंगे ; और अिस स्कीम को अिस साल के अंदर बाहर पंचसाला कार्यक्रममें लाने की कोशिश करेंगे। कोशिश ही नहीं करेंगे बल्कि लायेगे भी, यह मैं कह सकता हूं। जहां तक हो सके लायेंगे यह भी कहने की जरूरत नहीं है क्योंकि यह कोअी बडी बात नहीं है। लेकिन मै अितना कहूंगा कि जानबूझकर मराठवाडे की अुपेक्षा नहीं कि गयी है । यह हमारी ही शिकायत है अैसी बात नहीं है। बंबअी में भी यही हुवा है। वहां भी कहा जाता है कि आप मराठवाडे के लिये अैसा क्यों नहीं किया अित्यादि लेकिन मराठवाडे की स्थिति ही अैसी है की वहां से नदियां आगाज होतीं हैं। यह बडे किस्मत की बात है कि बडी अच्छी चीज है कि वहीं से नदियां आगाज होती हैं और आगे जाकर बढती हैं दूसरों की मदद करती हैं।

श्री. गोविंदराव मोरे (कंधार-आम) :—क्या वहां पर अग्रीकल्चरल कालेजेस या दीगर कालेजेस भी नहीं बनाये जा सकते थे ?

श्री. वि. के. कोरटकर :–अभी आपके जरिये यह चीज सामने आओी है। अबतक आपमें से किसी ने नहीं कहा कि कालेज नहीं हुअे है। लेकिन पुलिस अेक्शन के बाद औरंगाबाद और नांदेड में दो कालेज खुले हैं। लेकिन यहां सवाल प्रोजेक्टस का है। बीच बीच में दूसरे सवाल खडे करने से फायदा नहीं। मैंने आपसे कहा कि कैबिनेट हत्तुलअिमकान कोशिश करेगी और फिर मैं यह भी कहूंगा कि बंबअी मे जिस तरह से कोशिश कर के कोयना प्रोजेक्ट को घसीट पर पंचसाला प्रोग्राम में लाया अुसी तरह से पूर्णा प्रोजेक्ट को लाना कोअी बडी चीज नही है। मै आज अितना ही कहूंगा कि अिसके लिये पूरी पूरी कोशिश की जायगी. मै यहां तक कहूंगा कि जिस तरह से बच्चा जिद लेकर बैठ जाता है और आखिर लड्डू ले ही लेता है अुसी तरह से पूर्णा प्रोजेक्ट को पंचसाला कार्यक्रम में लाने की कोशिश की जायगी। अिस वक्त प्लानिंग कमिशन के सामने यह सवाल जेरेगोर है। मेरे सहयोगी मेहदीनवाज जंग साहब कह रहे है कि अिसको भी बता दिया जाय क्योंकि हम अिस चीज के बहुत नजदीकतक आ गये है।

अब अिंडस्ट्रीज के बारे में फिरसे वे ही चीजें जो दो तीन साल से दोहराअी जा रही हैं कही गअीं। अिंडस्ट्रीज के बारें में गव्हर्नमेंट की पालिसी बिल्कुल साफ है। कम से कम मेरी हदतक मैं बहुत ज्यादा साफ हूं। हमारी कॉंग्रेस गव्हर्नमेंट की साफ पालिसी है कि खानगी प्रयत्न को अिसमें बराबर स्थान दिया जायगा। अिसके साथ साथ बेसिक अिंडस्ट्रीज की हदतक अुनके नेशनलायजेशन पर विचार किया जायगा और वह नेशनलाअिज की जायेंगीं। बारबार पूछा जाता है कि अिंडस्ट्रीज के बारे में पालिसी साफ क्यों नहीं की जाती ? मैं समझता हूं कि गये तीन अैवानों में अिसका साफ साफ अल्फाजों में जवाब दे चुका हूं और वही जवाब अिस वक्त भी है। यहां फिर वही सवाल अुठाया गया कि बिर्ला को दो कारखाने क्यों दिये गये ? अब अिसके बारे में मै चार वक्त बोल चुकाहूं कि अुस वक्त हमारे पास पैसा नहीं था, कम था और ज्यादा लोन हम नही दे सकते थे। अिसके साथ साथ हमारी यह भी पालिसी थी कि कमोडिटीज अर्थात चालू माल बनानेवाले कारखानोंमे से गव्हर्नमेंट अपने संबंधों को अलग करती चली जाय।

श्री. व्ही. डी. देशपांडे :–लेकिन आपके असामी ठीक नहीं मालूम हो रहे हैं ? पिछले साल अैसा नहीं दिया और अिस साल भी देनेवाले नहीं है अैसा मालूम होता है।

श्री.वि. के. कोरटकर :–देने वाले जरा अैसे ही रहा करते हैं। आपको मालूम है कि कभी मुझे देना पडा है, कभी आपको देना पडा है। वक्त पर देना जरा मुश्किल हो जाता है। लेकिन हमारी आसामी अैसी नहीं है। मुझे अिसका अितमीनान है। पैसे देने का जो वायदा था अुसके बारे में यह था कि जिस रोज मेनेजिंग अेजन्सी अुनको तफवीज की जायगी अुस वक्त वह कर्जा वापिस करेंगे। यह पैसा देने का सारा, प्रोग्राम गव्हर्नमेंट के सामने है, कि किस तरह से दिया जाय, प्रिफरन्स शेअर्स कितने लिये जायें, अुसमें से कितने निकाले जायं वगैरा। गव्हर्नमेंट अिससे बिल्कुल घबराअी हुअी नहीं है। अभी मेनेजिंग अेजन्सी रजिस्टर नहीं हुअी हैं अिसलिये पैसा नहीं मिला है। रजिस्ट्रेशन क्यों नहीं हुआ तो अुसके लिये हमको क्लाज बाय क्लाज चलना पडता है। अुसके लिये चार स्थानोंसे मंजूरी लेनी पडती है। अिसीलिये मैं तजूर्बे से कहता हूं कि गव्हर्नमेंट के पास जो अिंडस्ट्रीज रहेंगी वह अितनी फायदेमंद नहीं होंगी क्योंकि गव्हर्नमेंट मशीनरी हमारे ही हाथ में नहीं लेकिन आपके पास आने के बाद भी अुतनी तेज नहीं रहती जितनी की प्रायवेट अेंटरप्राअिज(Private enterpise) के हाथ में रहने से होती है। मैंने कहा कि रजिस्ट्रेशन करना है तो चार लोगों की मंजूरी

लेनी पडती है । दो कंपनियों के बीच का मामला रहा तो दोनों अेक जगह बैठकर फैसला कर सकते हैं। लेकिन अिसका तसफिया होना है तो पहले कॅबीनेट की मीटिंग बुलानी पडेगी, अुस पर विचार होगा और बीच में ही कहीं दूसरा जरूरी काम हुआ तो यह सवाल अैसा ही रह जायगा, फिर कभी बाद में लिया जायगा, अिसके बाद वह गव्हर्नमेंट ऑफ अिंडिया की तरफ जायगा, फिर जनरल मीटिंग होगी, बहुत सी बातें हैं। मै भी समझ रहा था कि ज्यादासे ज्यादा तीन महीने में अिसको हम कर डालेंगे अिसीलिये अिसमें यह क्लाज रखा था कि जब तक रजिस्ट्रेशन नहीं होता तब तक अुनको रक्कम दी जाय। मैं कहना चाहता हूं कि अिस क्लाज में तय किया गया था कि जब तक मैनेजिंग अेजन्सी बिडला के नाम पर न की जाय तब तक अुनको पैसे देने की जिम्मेदारी हुकूमत पर रहेगी। लेकिन अैसा होने पर भी हमने बिडला से कहा कि हमारे पास पैसा नहीं है, आप कहीं से भी लाअिये और फॅक्टरी को बनाअिये। अिसीलिये तो मैं अपनी हद तक बहुत मुतमअीन हू। गव्हर्नमेंट ने अगर कुछ किया है तो कोअी बुरी बात नहीं की है। अभी अेक वक्ताने कहा कि सिरपूर में टनेज बढ गया है। और सिरसिल्क अगर अिस वक्त हमारे पास होता तो वहां काम शुरू होता या नहीं मालूम नही लेकिन अब असीटिक अेसिड बनाने की हद तक काम पूरा हो गया है और सूत भी बनना थोडे दिन में शुरू हो जायगा।

अेक वक्ता ने बोधन शुगर फैक्टरी के बारे में कहा कि वह फैक्टरी बहुत अच्छी चल रही है तो गव्हर्नमेंट अुसको अपने कब्जे में क्यों नहीं लेती? मैंने पहले भी कहा था और आज भी कहता हूं कि हमारी पालिसी है कि अेजंट की तरफ से ही अिसको चलाया जाय और अुसी तरह से वह चलेगी मुझे अिसपर से भेड और भेडिये का वह किस्सा याद आया जिसमें भेडिया कहता है कि तू नहीं तो तेरे बाप ने किया होगा। अैसा किया जाय तो भी आक्षेप हैं और वैसा किया जाय तो भी आक्षेप लिये जाते हैं। अुन्होंने कहा कि बोधन फैक्टरी को क्यों नहीं कब्जे में लेते। लेकिन जब आर. टी. डी. का सवाल आता है जिसका अितजाम गव्हर्नमेंट के हाथ में है तो कहा जाता है कि आपकी वजह से वहां तमाम खराबियां पैदा हो गअी हैं। मेरा अिसीलिये कहना है कि आप कितनी अेफिशिअन्सी से काम करें गवर्नमेंट मशीनरी से कारखानोंमें अुतना अच्छा काम नहीं किया जा सकता जितना कि प्रायवेट अेंटरप्राअिज से होता है। अिसीलिये कॉंग्रेस की पोलिसी है कि बेसिक अिंडस्ट्रीज के सिवा दूसरी अिंडस्ट्रीज के नेशनलायजेशन की तरफ हम नहीं जाना चाहते और अिसी पालिसी के तहत हम सारी अिंडस्ट्रीज को चलायेंगे।

हैदराबाद स्टेट में लोहे का कारखाना खुलवाने के बारे में भी कहा गया। क्योंकि हिंदुस्तान में अेक बडा लोहे का कारखाना खुलनेवाला था और अुसके लिये मध्यप्रदेश, बिहार और अुडीसा की गवर्नमेंटोंने काफी कोशिश की और शायद अिस वक्त वह कारखाना अुडीसा में कायम होनेवाला है। मुझ से यह पूछा गया कि यहां पर कारखाना खुलवाने के लिये हैदराबाद गवर्नमेंट ने कोशिश क्यों नहीं की? अव्वल तो यह है कि मैने अुतने शद्दोमद से कोशिश नहीं की थी जितनी कि मध्यप्रदेश और अुडीसा ने की थी। वजह यह है और शायद जिन्होंने सवाल किया अुनका भी यह ख्याल होगा कि किसी जमाने में हैदराबाद में सोचा गया था कि यहां अेक कारखाना खोला जाय और अभी अेक वक्ताने कहा कि हैदराबाद में 'मेंचेस्टर' क्यों नहीं बनाया गया। हैदराबाद में मेंचेस्टर बनाने का सपना अुन सपनोंमें से अेक है जो कि आजाद हैदराबाद के जमाने में अुस वक्त के लोग लिया करते थे अुनके अैसे बहुत सपने थे लेकिन अुनमें से अेक भी सफल नहीं हुआ। अुस वक्त यह भी स्कीम बनाअी

गअी थी कि मंचेरियाल में अेक बडा भारी लोहे का कारखाना डाला जाय। मैंने जिस वक्त यह चीज अखबार में देखी कि हिंदुस्तान में अेक लोहे का कारखाना खुलवाये जानेवाला है तो फौरन आपने अिडस्ट्रीयल अिजीनिअर्स को बुलाया और पुरानी स्कीम्स को निकालकर देखा। अुसके बाद यहां दो विदेश के अेक्सपर्टस आये थे जिनके नाम मै भूला जा रहा हूं अेक बेलजियन थे और दूसरे और कहीं के थ। अुनसे भी मैंने मुतालिया कराया और पूछा कि क्या हो सकता है। वाक्या अैसा है कि हमारे पास ओर (Ore) यानी कच्चा लोहा है वह अुतनी बडी तादाद में नहीं है। क्यों कि फैक्टरी वहीं पर डाली जा सकती है जहां फैक्टरी डालने के बाद हजारों टन लोहा कम से कम ५० साल तक निकलता रहेगा। नहीं तो फैक्टरी डालने से कुछ फायदा नहीं है हमारे यहां ओअर अितना नहीं है कि अितने साल तक फैक्टरी चल सके। दूसरी बात यह है कि हमारे यहां का परसेंटेज भी बहुत कम है। लोहे की फैक्टरी वहीं पर डाली जा सकती है जहां अिसका परसेंटेज ६० फीसद से कम न हो अिससे कम हो तो फैक्टरी से कोअी फायदा नहीं हो सकता और हमारा ओर अैसा है कि ३०-४० फीसद से ज्यादा लोहा नहीं निकल सकता। अैसी सूरत में यह चीज गलत थी कि हम यहां पर लोहे की फैक्टरी डाल सकें। आजाद हैदराबाद के जमाने में सोचा जा रहा था कि फैक्टरी हैदराबाद में में रहेगी लोहे का 'ओअर' बस्तर स्टेट से लाया जाया जायगा और यही बजह है कि मध्यप्रदेश अपने यहां कारखाना खोलने के लिये कोशिश कर रहा था क्यों कि अब बस्तर मध्यप्रदेश में शामिल हो गया है। लेकिन अुस जमाने में बस्तर हैदराबाद के बार्डर पर अेक स्टेट था और यह सोचा जा रहा था कि अुसको खरीद कर हैदराबाद में मिला दिया जाय। अुनके अैसे कअी बडे बडे सपने थे, बडे बडे अजीब और गरीब सपने थे। अुनको हमें नहीं लेना चाहिये। अिसलिये मैंने अिसकी कोशिश नहीं की।

अिसके बाद हैदराबाद में जो फैक्टरियां बंद हुअीं अुनके बारें में सवाल किये गये। यह फैक्टरी बंद क्यों हुअी, अिसके पीछे क्या था। मैं हजार वक्त बोल चुका हूं कि हैदराबाद की अिडस्ट्रीज किस तरीके से पुराने जमाने में चलाअी गअी, किस तरह से वे ओव्हर कैपिटलाअिज्ड की गअी और क्यों की गअी। अुस वक्त की हुकूमत की अिडस्ट्रियल पालिसी अलग थी। दो आदमी चुन लिये गये थे, अुनको बडे भारी अिडस्ट्रियलिस्ट समझा गया था। चारों तरफ से पैसा जमा करना और अुनको देते जाना और फिर कभी न देखना कि क्या हुआ और क्या नहीं हुआ। बडी अजीब और गरीब पालिसी थी। यहां के अिडस्ट्रिअलिस्टस ने अुस जमाने में अैसे मकानात बना रखे हैं जो कोअी अिडस्ट्रिअेलिस्ट अपनी अिडस्ट्री के लिये कभी नहीं बनायेगा असीलिये वे अिडस्ट्रीज नहीं चल सकीं। लेकिन अब अिन्हीं अिडस्ट्रीज का प्रोडक्शन पुराने जमाने कें मुकाबले काफी बढा है। मैंने अपने बजट स्पीच में बतालाया था कि सीमेंट, कोल संगसेल, कपडा और शक्कर का प्रोडक्शन हमारे यहां काफी बढा है। अैसी कोअी चीज अब नहीं है जिस लिये के अिडस्ट्रीज के बारे में आपको तशवीश की जरूरत हो। अिसी के साथ साथ यहां की अिडस्ट्रीज को बढावा देने के लिये हाल ही में अेक अिडस्ट्रियल कारपोरेशन कायम हुआ है अुसकी वजह से अिडस्ट्रीज में बहुत काफी तरक्की होगी।

شری وی - بی - راجو - آپ اپنی اسپیچ میں دیڑھ کروڑ روپیہ ریزروبنک کے پاس جمع ہونا فرمائے تھے کیا وہ کنسالیڈیٹڈ فنڈسے دیرہے ہیں یا وہ اوٹسائیڈ فنڈسے -

श्री. वि. के. कोरटकर :—मेरा जहां तक ख्याल है वह औटसाअिड है।

हां, तो मै क्या कह रहा था? अिसतरह बीच में गडबड होती है तो भूल जाता हूं। अिंडस्ट्रीज के बारे मे कुछ कह रहा था। कुछ बडी बात नहीं है।

अेक चीज शिक्षण के बारें में कही गअी । लेकिन शिक्षण के बारें में बहुत कुछ नहीं कहा गयां यह खुशी की बात है। कहते भी क्या यह सवाल था। शिक्षण पर खर्चा पहले की अपेक्षा ज्यादा बढा है और सब जगह आज काफी बडी तादाद में शिक्षण दिया जा रहा है। हमारा शिक्षण का जो पांच साल का प्रोग्राम था वह तो हमने दो ही साल मे खतम किया। दूसरे स्टेटोके लोग अिस बात को देखकर कहते हैं कि गव्हर्नमेंट ऑफ हैदराबाद नें शिक्षण के बारे में बहूत तेज कदम अुठाया है। और हमें बडा ताजुब होता है कि हैदराबाद में अितनी तेजी से किस तरह काम किया जा रहा है हमारे अिस काम की सभी जगह सराहना की जा रही है।

आखीर शिक्षण के बारें में कुछ न मिला तो अेक चीज तो बोलने के लिये मिलही गअी कि आपने बेसिक अेज्युकेशन निकाला है। यह बेकार है। अिससे कोअी फायदा नहीं होनेवाला है। कोअी बडी घबराने की चीज नहीं है बेसिक अेज्युकेशन पर कोअी बहुत बडा खर्चा नहीं होनवाला है। लेकिन मैं यहां पर अेक चीज साफ कहना चाहता हूं कि बेसिक अेज्युकेशन यह हमारा अेक फेथ (विश्वास) है। हमारा यह फेथ हमने काफी सोचविचार के बाद कायम किया हैं। हम बराबर बेसिक अेज्युकेशन बढाने की कोशिश करेंगे। यह कहा गया कि बेसिक अेज्युकेशन मे हम बच्चे को काम पर लगायेंगे और टोकरिया बनायेंगे और बेचेंगे और अुसी पैसौ से यह पाठशालाये चलाअी जायेगी। अिसमें शिक्षण नहीं मिलेगा। अिस तरह के काफी अेतराज किये गये। लेकिन अैसी बात नहीं है। आज हम देखते हैं कि आज की जो शिक्षा प्रणाली है अुसमें डिगनिटी ऑफ लेबर नहीं है। हमे बेसिक अेज्युकेशन द्वारा डिगनिटी ऑफ लेबर (Dignity of Labour)अर्थात श्रमके बारेमें अुच्च श्रद्धा को बढाना चाहते है मै भी समझता हूं कि आज के शिक्षण के बाद हाथ से काम करना यह अेक छोटी और कम खर्चे की बात मानो जाती है। बेसिक अेज्युकेशन में अगर कोअी सबसे बडी चीज है तो चारित्र्य् (कॅरेक्टर) बनाने की है। चारित्र्य गठन यह बडी महत्व की बात है। आज बच्चे सिर्फ किताबी पढाअी के लिये स्कूल मे जाते हैं वहां काम से बातें ज्यादा होती है। हाथसे काम करने की तरफ कोअी ध्यान नहीं दिया जाता। असल चीज यह है कि शिक्षण में चारित्र्य की चीज सबसे बडी है। अुसकी तरफ तो आज के शिक्षा प्रणाली में कोअी ध्यान नहीं दिया जाता अिसके लिये हमारा आज का जो शिक्षण है वह फेल होगया है अिन सब बातों को ध्यान में रखते हुये हमने बेसिक अेज्युकेशन को माना है हमारा वह फेथ है हम बेसिक अेज्युकेशन को जरूर बढायेंगे। और अुसके लिये जरूर खर्चा भी करेंगे।

स्त्री शिक्षा के बारे में भी बहुत कुछ कहा गया। यह अेतराज किया गया कि स्त्री पुरुषकी शिक्षा पर बराबर पैसा खर्च नहीं किया जाता। में यह कहना चाहता हूं कि अिस तरह कहना गलत है जो कुल रकम खर्च की जाती है अुसमें स्त्री और पुरुषोंपर बराबर खर्च की जाती है।

मैंने पहले ही जबाब दिया है कि अेज्युकेशन पर ५ करोड ९० लाख रुपया खर्चा हो रहा है। वह सब के लिये बराबर खर्चा किया जा रहा है। अेक मकान में मै मेरा भाअी, मेरी भावज आदि रहती है और यदि सब घर के लिये कुछ खर्चा करता हूं और मेरी भावज यह कहे कि तुम तो मेरे लिये कुछ खर्चा नही कर रहे हो तो अिसका तो मैं कुछ जबाब नहीं देसकता। ५ करोड ९० लाख रुपया खर्च किया जा रहा है वह पुरुष और स्त्रियां सबके लिये किया जा रहा है।

यह कहा गया कि युनिव्हर्सिटीको जो १० लाख रुपया दिया जाता था अुसमे कमी हुअी यह अच्छा हुवा। मैभी कुछ अिसी राय का हू कि युनिव्हर्सिटीपर हमे ज्यादा खर्चा नही करना चाहिये। लेकिन बॉम्बे की मिसाल यहां नही ली जा सकती है। बॉम्बे मे युनिव्हर्सिटिपर जितना कम खर्च किया जाता है। अुतना तो हम नही कर सकते। हमारी युनिव्हर्सिटीको कॉलेज का भी खर्चा करना पडता है। हमारी युनिव्हर्सिटी अेक टीचिंग युनिव्हर्सिटी (Teaching University) है। अिस लिये हमे बॉम्बेकी अपेक्षा कुछ ज्यादा अिमदाद तो देनीहि पडेगी। जो मोटे पॉअिंट थे वह मैंने आपके सामने रखे ही है।

नेशन बिल्डिंग पर जो अखराजात थे वह मैंने आपके सामने रखे है। अलबत्ता दो चीजो पर बुहत कुछ कहा गया अेक अनअेम्प्लायमेंट यानी बेकारी और दूसरा करपशन अर्थात रिश्वत। मैंने अन-अेम्प्लायमेंट अेक्सचेंज के आकडे तो पहलेहि दिये है। अुसमे मालूम होगा कि कमसे कम अिस साल रजिस्ट्रेशन तो कम हुवा प्लेसमेंट (नोकरीपर लगाना) ज्यादा हुवा। मै लेबर अनअेम्प्लायमेंट के बारे में अपने बजेट स्पीच मे जानबुझकर चुप रहा। क्योकि हमने हाअुसकी तरफसे अेक लेबर अन अेम्प्लायमेंट कमीटि कायम की है और अुसका काम चल रहा है। जैसा कि लिडर ऑफ दी अपोजिशन ने कहा कि अिस कमिटीका काम अेक मिनिस्टर से पूरा नही हुवा तो दूसरे आये अुनसे भी पूरा नही हुवा तीसरे आये और अब चौथे आनेकी जरूरत न होनी चाहिये यह आशा की जाती है। मै अुनके अिस विचार से बिलकुल सहमत हूं। अपोजिशन लिडरभी अिस कमिटी के अेक सदस्य है। यह कहना गलत होगा कि हमने अिस प्रश्न को अनुभव नही किया, गलत होगा। हमने अिसे काफी अनुभव किया लेकिन आज तक किसी भी नतीजे पर हम नही पहुच सके है कि अिसके लिये क्या करना चाहिये। यह प्रश्नही हमारी समझमे अबतक नही आता है। मै यह कह सकता हूं कि जितना यह प्रश्न बडा बताया जाता है अुतना वह तीव्र नही है। जितनी बेकारी है अुससे अुसका प्रचार ज्यादा हुवा है। यह कहा जाता है कि लेबर अन अेम्प्लायमेंट ज्यादा है। लेकिन यह सही नही है। अभी मेरे पास अेक गुत्तेदार, गुत्तेदार नही बल्कि हमारे चीफ अिंजिनियर आये थे।

श्री. व्ही. डी. देशपांडे :—शायद वह गव्हर्नमेंट के गुत्तेदार होंगे।

श्री. वि. के. कोरटकर :—चीफ अिंजिनियर आये थ ; वे कह रहेथे कि कांबली और तलवा के प्रॉजेक्ट है अुसके बारे मे टेंडर मंगाये है। लेकिन गव्हर्नमेंट जिस रेट पर काम करवाना चाहती है अुसपर काम करने के लिये कोअी तैयार नहीं होता है। मजदूर नही मिलते हैं अक तरफ तो कहा जाता है कि मजदूरों को काम नही मिलता है और दूसरी तरर्फ यह कहा जाता है कि मजदूर काम के लिये नही मिलते है। मैंने परसों ही कहा था कि रायचूर में हमें नहरकी खुदाअी का काम करना है लेकिन वहा हमें काम करने के लिये मजदूर ही नही मिलते हैं। मै यह मानता हूं कि बेकारी का प्रश्न तो जरूर है, लेकिन अुसकी तीव्रता पढेलिखे कोगों में ही ज्यादा हैं। मजदूरों में यह प्रश्न अभी अितना तीव्र नहीं हुवा है। अुल्टें हमें जरूरत है वो भी लेबर नहीं मिलता है। यह हालात हैं।

[illegible] है अुसके रिपोर्ट का मैं अितेजार कर रहा हूं। अिसी [illegible] अिस कमिटी के रिपोर्ट के बाद ही

अब करपशन के बारे में भी बहुत कुछ कहा गया। करपशन के बारे मे मै अितनाही कहना चाहता हूं कि करपशन को जितने जोर शोर से कहा जाता है, मै समझता हूं अुतना जोरदार नहीहै। मेरी नजर में बहुत कम हिस्सा नजर में आया। और जो हिस्सा मेरी नजर में आया तो मैंने देखा की यह करपशन पूरे समाज में फैला है वह कुछ अैसा नहीं जिसे विरोधी दलके नेताने कहा था। अंग्रजी में कहा जाता है ना कि सीझर्स वाअीफ शुड बी बीयांड सस्पिशन (Ceasar's wife should be beyond suspicion) लेकिन हमारे पूरे समाज में ही यह करपशन है। अगर लोग यह समझते हैं कि हम करपशन कायम रखना चाहते हैं तो यह गलत है। लेकिन जबतक कोअी कॉंक्रिट सबूत होता नहीं तब सिर्फ शुबहा कि बिनापर कुछ नहीं किया जा सकता। जब किसी करपशन की केस की जांच करने जाते है तो मालूम होता है कि कोअी और ही मामला है। अैसी हालतमें क्या किया जाय। यदि करपशन बराबर मालूम हुवा तो अुस शक्स के खिलाफ बराबर अॅक्शन लेंगे अुसको छोडेंगे नहीं।

मगर अिसके साथ यह भी बात कहना चाहता हूं कि हमारे अुपर के अधिकारियोंमे करपशन ज्यादा-नहीं है और यदि नीचें कही करपशन है भी तो वह बहुत ज्यादा नहीं है। करपशन है तो वह सभी में है मै मिसाल के तौर पर कहना चाहता हुं कि सेल्स टॅक्स के बारे में कहा गया कि बेपारी माल लेने पर रसीद नहीं देता है। अब यह तो कोअी सरकारी मुलाजीम नहीं?। यह रसीद लेनेवाला और रसीद देनेवाला दोनोही का गव्हर्नमेंट से कोअी तालुक नहीं आता। लेनेवाला यह देखता है कि रसीद न ली तो सेल्स टॅक्स न देना पडेगा। और बेचनेवाला यह देखता है रसीद न दी सेल्स टॅक्स की रकम हम हडप कर सकते है। अिन्कम टॅक्स के बारे में भी यही कहा जाता है कि वे लोग अलग अलग हिसाब रजिस्टर्स रखते हैं अिसके बारे में आखीर में अितनाही कह सकता हूं कि करपशन का जितना शोर है अुससे वह बहुत कम है। नीचे के दर्जे में अगर कोअी करपशन है भी तो वह यही बताता है कि हमारी सोसायटी का वह प्रतिबिंब है। हमारी सारी सोसायटी में आज यह चीज हो रही है। हमारे सामने जो मुख्य सवाल है वह मोरल का सवाल है। बात यह है कि हमारा मॉरल बहुत गिरा हुवा है। अिस सवाल को हमें देखना होगा। आप अिस सब की तहमें जाकर देखेंगे तो यही मालूम होगा कि हमारा मॉरल गिरा हुवा है। अिन सब का कारण यह हो सकता है कि समारी जिंदगी गिरती हुअी नजर आ रही है। लेकिन अब हममें सचाअी बडे पैमानेपर आती जा रही है और यही सचाअी सोसायटी को बदल देगी। और हम जरूर अूपर चढेंगे।

यह चंद अलफाज में अैवान के सामने रखना चाहता था। जैसा कि मैंने कहा कि यह अेक बिल कूल सादा और कामन आदमी का बजेट है। तो अगर आप कहे कि अिस बजेट में कोअी करामत नजर नहीं आती है तो न आय। करामत के लिये यह बजेट नहीं बनाया गया। यह सादा बजेट अिसमें कॉंग्रेस को शरम लगे अैसी कोअी बात नहीं है।

यह कहा गया कि फला काम नहीं किया गया वह नहीं किया गया यह नहीं किया गया अित्यादी यह भी कहा गया अगर ठीक काम न किया गया तो आपकी यह जो चौखट है वह टूट जायेगी। लेकिन अिसकी मुझे तो कोअी डर नही मालूम होता। यदि बहुत हुवा अिसी चौखट के अंदर कोअी नयी चीजें नजर आयेंगी लेकिन यह चौखट नहीं टूटेगी।

बहुत कुछ कहा गया कि चीन में यह हुवा चीन में हुवा चीन में वह हुवा मगर हिंदुस्थान मे तो कुछ नही हुवा। लेकिन गये ६ साल के अंदर हिंदुस्थान के जो बडे बडे प्राजेक्ट बने अुसका जिक्र नहीं किया गया। हिंदुस्थान याने सिर्फ हैदराबाद स्टेट नहीं। चीन के अंदर अिस तरह कितने बडे बडे प्राजेक्ट बने हमारे यहां दामोदर व्हॅली प्रॉजेक्ट भाकरा नांगल तुगंभद्रा और मुकुन्द जैसे बडे प्राजिक्ट बने हैं। चायना में कहो अेक प्राजेक्ट बनता तो अुसकी अितनी बडी डींग मार रहे है। हमारी यह प्रोग्रेस देख कर बाहर के लोग तो ताज्जुब कर रहे है। चायना का मुकाबिला आप हैदराबाद से नहीं कर सकते भारत से करना चाहिये। हमारे यहां जो अेक डेप्युटेशन अभी अफगानिस्तान से आया था अुन्होने हमारी पंचसाल प्लॅन की तरक्की देख कर बडी खुशी जाहिर की और तारीफ की। अुन्होंने कहा कि ६ साल के अंदर हमने हमारी अेकानामिक हालात में जो तरक्की की है वह अितनी बडी तरक्की है कि किसी-दूसरे मुल्क ने अिस तरह तरक्की नहीं की है। अेव्होल्यूशन (Evolution) उत्क्रांति और रेव्होल्यूशन (Revolution) में यही फरक है। हम उत्क्रांती के जरीये से तरक्की कर रहे हैं यह चौखटन टूटते हुवे भी तरक्की की जा रही है। कअी लोग सोचते थे कि हमें स्वतंत्रता मिलने के बाद यह चौखट जो थी वह अेकदम टूट जायेगी। लेकिन अैसा नही हुवा दुनिया के लोग ताज्जुब केसाथ देख रहे हैं कि वही चौखट कायम रख कर हमने कितनी प्रगति आज कर ली है अंग्रेजों भी यही सोंचा था कि चौखट, हम भारत छोडते ही टूट जायेगी, रियासतों में गडबडी मच जायेगी और भारत के लोग फिर हमे बुलायेंगे। लेकिन आश्चर्य की बात है कि यहां चौखट टूटी नहीं। अुसी चौखट को कायम रखते हुवे देशने प्रगति की। और हमारा भारत आज चमक रहा है

यह कहा गया कि अगर आपने बजेट अैसा ही रखा तो आपको यहां पर त्रावनकोर, कोचीन देखना पडेगा। मै कहता हूं त्रावनकोर, कोचीन ही क्यों देखना पडेगा पेप्सू क्यों नही देखना पडेगा त्रावनकोर,कोचीन भी देखना पडा तो मैं कहता हूं वहां भी ज्यादा से ज्यादा तादाद में आज कांग्रेस आअी है यहां के बाय अिलेक्शन मे भी कांग्रेस के ही अुमीदवार ज्यादा चुनकर आये हैं। यह कहा गया कि कांग्रेस के लोगों ने यह नही किया वह नही किया, अिस लिये आवाम में बडी मायुसी है मै अपने भाअियों से कहना चाहता हूं कि जनता मायूस किससे होती है। जिससे लोग यह अपेक्षा रखते हैं यह कुछ करेगा, और जो जनता के लिये कुछ करता है। लोगोंका यह भरोसा है अगर कुछ आवाम की भलाअी कोअी करनेवाली है तो कांग्रेसही हैं। जबतक आवाम का यह विश्वास हमारे साथ है तबतक घबडाने की कोअी जरूरत नहीं है।

मैं आपसे पूछना चाहता हूं कि आज हमारे देश की अिज्जत दुनिया में किसने बढाअी है अिस आप जरा सोचे। आज हमारी कितनी अिज्जत दुनिया में है। आज हमने हमारी अेक स्वतंत्र पालिसी रखी हैं कि हम किसी के साथ नहीं रहेंगे। और जहातक हो हम दुनिया में शांति करायेंगे हमारा शांति का मार्ग है। मैं आपसे पूछना चाहता हूं कि कोरिया की लढाअी किसने बंद कराअी? हिंदुस्तान ने ही कोरिया की लढाअी बंद कराकर वहां शांति स्थापित की। हिंदुस्थान की ही यह हिम्मत थी कि अुसके प्रधान मंत्री ने आयसेन होवर को कहा कि तुमने पाकिस्तान के साथ शस्त्र संधी की है अब तुम न्युटरल नहीं रहे अब तुम्हें अपने ऑबर्झव्हर्स (Observers)याने निरीक्षक का कोअी अधिकार नहीं। तुम्हें अपने निरीक्षक वहां से हटाने चाहिये। और अमरीका के जो निरिक्षक वहां है वह अब न्यूटरल (Neutral) नहीं समझे जायेंगे

आज अमरीका को अिस तरह जबाब देने की किसकी ताकत है। हिंदुस्थान को यह नैतिक ताकत है हिंदुस्थान अमरीका से कर्जा लेता है लेकिन अमरीका से नही दबेगा यही हमने दुनिया को अिस तरह का जबाब देकर दिखाया है। आज दुनिया में अमरीका की कितनी शक्ती है यह तो आप जानते ही हैं। अैसी हालत मे आयसेनहोवर से अिस तरह से बोलनेवाले थोडे लोग हैं। आज अंग्रेजो जैसा मुल्क भी आयसेनहोवर से अिस तरह से बोलने की हिम्मत नही करते। अंग्रेज भी अुस-के विरुद्ध कुछ नही कह सकते। यह आज हिंदुस्थान की ही ताकत है कि वह अिस तरहसे अमरिका-जैसे शक्तिशाली राष्ट्र को अिस तरह जवाब दे सकता है। यह जो हिंदुस्थान की ताकत है वह अस को नैतिक शक्ति है। जिस तरह सन १९४२ में बंबअी मे काँग्रेस ने अग्रेजों से कहा कि क्विट अिंडिया (Quit India) अुतनी ही ताकत से आज और अुन्ही शब्दों मे आज हमारे नेता जवाहर लालजीने अमेरिका से कहा कि तुम्हे अपने निरीक्षकों को काश्मीर से निकालना पडेगा। काश्मिरसे अपने निरिक्षक निकालो, वह वहां अब नही रह सकते। लोगों का यह विश्वास है कि हम ही हिदुस्थान को अेक शांति मार्ग पर ले जा सकते है। लेजा रहे हैं, और आगे भी हम ले जायेंगे। यह बजट अुसी नैतिक शक्तिका प्रतीक है अिसमे कोअी शरम की चीज नही है।

8-30. P. M.

The House Then adjourned till Half Past Two of the Clock on Thursday the 11*th March*, 1954.
